حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سو۱۰۰ قصے

مؤلف
مولانا خرم یوسف صاحب
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور



بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۴۲۸۳-۰۴۲



حضرت عثمان غنیؓ کے سو قصے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ۱۰۰ سو قصے

مؤلف

مولانا خرم یوسف صاحب
(فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور)

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

کتاب: حضرت عثمان غنیؓ کے ۱۰۰ قصے

مرتب: مولانا محمد خرم یوسف صاحب

باہتمام: محمد ناظم اشرف

ناشر: بیت العلوم۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱

بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم = جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ سید احمد شہید = الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
مکتبہ رحمانیہ = غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس بات سے تقریباً ہر شخص واقف ہے کہ بزرگانِ دین اور اسلاف کے حالات و واقعات انسانی زندگی میں وہ انقلاب پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو بسا اوقات لمبے چوڑے مطالعے اور مسلسل وعظ ونصیحت سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔ تاریخ کے جھروکوں پر نظر ڈالنے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اکابرین امت اور صلحائے دین کے بعض مختصر واقعات انسان کی کایا پلٹنے کے لیے نسخہ اکسیر ثابت ہوئے۔ دراصل دل کے حالات و کیفیات وقت کے بدلنے اور مرورِ زمانہ کے بدولت تبدیل ہوتے رہتے ہیں، کبھی یہ قلب تسلسل سے کہی گئی بات کو بھی تسلیم کرے سے انکار کر دیتا ہے، اور کبھی یہ اس قدر نرم ہو جاتا ہے کہ مختصر سی خاموش نصیحت کو بھی اپنی لوح پر نقش کر لیتا ہے، دراصل دل کی یہی کیفیت ہے جس میں اخلاص وللّٰہیت، عاجزی وانکساری، زہد و عبادت، تقویٰ و بزرگی، موت اور فکرِ آخرت وغیرہ پر مشتمل اسلاف کے واقعات دل کی دنیا تبدیل کرنے میں بڑا مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے جھرمٹ میں انبیائے کرام علیہم السلام اور امم سابقہ کے نیک لوگوں کے حالات و واقعات نقل فرماتے اور اُن کی زہد وعبادت کا تذکرہ فرماتے، بزرگان دین اور علماء کرام نے اسی نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے واقعات اور قصص پر مشتمل بہت سی کتابیں ترتیب دی ہیں جس میں نہ جانے کتنے موعظت وحکمت اور فکرِ آخرت کے درس پوشیدہ ہیں۔

موجودہ کتاب اسی نقش قدم کی پیروی ہے جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ۱۰۰ قصوں کو عنوانات کے ساتھ باحوالہ جمع کیا گیا ہے۔

مولانا محمد خرم صاحب جنہوں نے اسے پہلے بھی قصص و واقعات پر مبنی کتاب ''ازواجِ مطہراتؓ کے دلچسپ واقعات'' بڑے اچھے انداز میں ترتیب دی تھی، اس کتاب

کو بھی اسی ذوق سے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور انہیں مزید مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس سلسلہ میں الحمدللہ بیت العلوم کی جانب سے سیرت و حالات اور قصص واقعات پر مشتمل مندرجہ ذیل کتب زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

(۱) قصص معارف القرآن
(۲) قصص القران
(۳) ازواج مطہراتؓ کے دلچسپ واقعات
(۴) مظلوم صحابہؓ کی داستانیں
(۵) قرآن حکیم میں عورتوں کے قصے
(۶) حضرت ابوبکرؓ کے ۱۰۰ قصے
(۷) حضرت علیؓ کے ۱۰۰ قصے
(۸) حضرت عمرؓ کے ۱۰۰ قصے

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور بیت العلوم کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقیوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین

محتاج دعا
محمد ناظم اشرف
مدیر بیت العلوم
وخادم جامعہ اشرفیہ لاہور
یکم ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ
بمطابق ۱۲ جنوری ۲۰۰۵ء

عرضِ مُرتّب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم.

امابعد! خلفاءِ راشدین کی زندگی کا ہر ہر گوشہ، ان کی فکر اور عمل کے انفرادی اور اجتماعی پہلو، ان کا اندازِ جہاں بینی، ان کا سلیقہ جہانبانی، ان کی دینی بصیرت اور ان کا فقہی اجتہاد وغیرہ ہمارے لیے مشعلِ راہ اور دنیوی و اخروی فتوحات و برکات کے حصول کا ذریعہ و منباء ہے۔ یہ ہی ہمارے اصول و فروع ہیں۔ قرآنِ مجید میں انہیں کہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ کا پروانہ ملا اور کہیں مھتدون، مفلحون، راشدون، فائزون وغیرہ القابات سے نوازا گیا۔ ان کی حیاۃ طیبہ کو پڑھنا، سننا، عملاً اختیار کرتے ہوئے دوسروں کو اس پر لانے کی فکر وسعی کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ جبکہ کفر و الحاد کی اس گہری ہوئی زندگی میں ہم اس سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام کی زندگی آج ہمارے لیے اجنبی، ناآشنا اور اساطیر الاولین بن چکی ہے.......... فالی اللہ المشتکیٰ۔

ہماری یہ کاوش ان حضرات کی زندگی کو سامنے لانے کے لیے نئی نہیں ہے۔ بلکہ علمائے سابقین کی مایہ ناز کتب نے اس خلا کو پُر کیا ہے اور اُن کی زندگی کو روشن اور چمکدار دن کی طرح اُمت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ (جزاھم اللہ احسن الجزاء) لیکن آج کے اس مشینی دور میں جبکہ مصروفیتوں کے انبار ہیں۔ اور ہر کس و ناکس قلتِ وقت کے ناسمجھ میں آنے والے عذاب میں مبتلا ہے تو ضرورت تھی کہ ان حضرات کی حیاتِ مبارکہ کو سہل و دل کش انداز میں اور واقعات کے تناظر میں پیش کیا جائے۔ تاکہ ہر کوئی ان پھولوں کو چنتا ہوا اپنی عارضی اور باقی رہنے والی زندگی کو تابناک و خوشنما کر سکے۔

اس سلسلے میں ہمارے محترم استاد مولانا محمد ناظم اشرف صاحب نبیرہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرات خلفائے راشدین کی زندگی کو مندرجہ بالا انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور مجھے خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی

اللہ عنہ کی زندگی و واقعات کو جمع و ترتیب دینے کا حکم فرمایا ع

این سعادت بزور بازو نیست

اور اس سلسلے میں مکمل راہنمائی اور مواد کی نشاندہی فرمائی۔ اور اس راستے میں آنے والی مشکلات پر اپنی حوصلہ افزا گفتگو سے ڈھارس بندھائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان، زندگی میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم نے اس کتاب میں اولاً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف اور ان کی زندگی کے بعض پہلو اُجاگر کیے ہیں۔ ثانیاً اُن کی زندگی کو واقعاتی انداز میں ڈھالتے ہوئے عنوان بندی کی ہے۔ جس سے قاری کو ایک ہی نظر میں واقعہ میں ذکر شدہ مواد کا موضوع معلوم ہو جائے گا۔ اور ہر واقعہ کا حوالہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے ہر قسم کے ریا و دکھلاوے سے حفاظت فرمائے اور ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی پر ترجیحی بنیادوں پر عمل کرنے کی اور اسے اپنے لیے باعث عزت و نجات سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور میرے اساتذہ، والدین، عزیز و اقارب، عمل کی نیت سے پڑھنے والے، لکھانے والے اور لکھنے والے کے لیے مغفرت، اجرِ عظیم اور آخرت میں رفاقتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا سبب و ذریعہ بنائے۔ (آمین)

خرم یوسف

۱۶ ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ

۲۹ دسمبر ۲۰۰۴ء

فہرست

مقدمہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام میں جو فضیلت اور عظمت حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے وہ ''السابقون الاولون'' میں تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بعد وہ شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ ذوالنورین تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو ان کے نکاح میں دیا اور فرمایا (جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا) ''اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو انہیں یکے بعد عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔'' وہ غنی تھے کہ انہوں نے اپنی ساری دولت کو دین اور ملت کی نذر کر دیا۔ (جیسا کہ آپ پڑھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ) ان ہی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیعۃ الرضوان'' لی۔ انہیں کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کو مسجد الحرام کی توسیع کرانے کی سعادت میسر آئی۔ انہوں نے تمام عالم اسلام کو ایک مصحف اور قرأت پر جمع کیا اور جامع القرآن کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کی سیرت کے غیر معمولی اوصاف کے پیش نظر امت نے ان کے لیے ''کامل الحیاء والایمان'' کے الفاظ استعمال کیے۔ ان کے عہد کی فتوحات تاریخ اسلام کا ایک شاندار باب ہے۔ انہوں نے آرمینیہ، آذربائیجان، ایشیائے کوچک، ترکستان، کابل، سندھ، قبرص اور اسپین وغیرہ میں عربوں کے سیاسی اقتدار کے لیے راہیں ہموار کر دی تھیں۔ ان ہی کے زمانے میں بحری طاقت منظم ہوئی۔

زندگی کے یہ کتنے مختلف النوع گوشے ہیں۔ جہاں انہوں نے اپنی سیرت کا غیر فانی نقش چھوڑا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملتِ اسلامیہ کو فتنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔ سازشوں کا ہر طرف جال بچھا ہوا تھا۔ باغی آمادہ پیکار گھوم رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور ملت کو انتشار اور ابتری سے بچانے کے لیے نہ صرف ہر صعوبت اور اذیت کو برداشت کیا۔ بلکہ بخوشی اپنا سر دے دیا۔ باغیوں کا مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ عدم استطاعت کی بناء پر نہ تھا۔ بلکہ ملت کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر تھا۔

بہر حال یہ مقام اس بحث کا متقاضی نہیں ہے۔ اس پر سیر حاصل کلام اور معترضین کے جوابات کے لیے علماء ربانیین نے کتب تحریر فرمائیں ہیں۔ جن میں ہمارے نزدیک مولانا سعید احمد اکبر آبادی صاحب کی کتاب "حضرت عثمان ذوالنورین" اپنے مواد اور تحقیق و تنقیح کے اعتبار سے بہترین کاوش ہے۔ (جزاہ اللّٰہ خیراً) واقعات کی طرف جانے سے پہلے مناسب ہے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعارف اور ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

نام و نسب اور خاندان:

عثمان نام، ابوعبداللہ اور ابوعمرو کنیت، والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا۔ قریش کی شاخ بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مجد و شرف اور عزت و وجاہت کے اعتبار سے بنو ہاشم کے بعد انہیں کا مرتبہ تھا۔ حربِ فجار (یہ جنگ قریش اور قیس کے درمیان ہوئی تھی۔ قریش کے تمام خاندانوں کے فوجی دستے الگ الگ تھے۔ آل ہاشم کا فوجی دستہ زبیر بن عبدالمطلب کے کمانڈ میں تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی دستے میں شامل تھے۔ بڑے زور کا معرکہ ہوا اور آخرکار صلح پر خاتمہ ہو گیا) میں جو شخص سپہ سالار اعظم کی حیثیت رکھتا تھا وہ اسی خاندان کا ایک نامور سردار حرب بن امیہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں عبد مناف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ پھر اس پر مزید یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم (یا حکم) بیضاء بنتِ عبدالمطلب یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

ولادت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ سے ۴۷ برس قبل بمطابق ۵۷۶ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن اور جوانی کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ آپ مکہ کے ان چند اور نمایاں لوگوں میں تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

پیشہ:

قریش کا عام پیشہ تجارت تھا۔ اس میں انہوں نے بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ قرآنِ مجید کی سورۂ ایلاف میں گرمی اور سردی کے موسم میں قریش کے تجارتی قافلوں کا ذکر ہے، قریش کے اسی عام مذاق کے باعث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا اور ایک شخص ربیعہ بن حارث کی شرکت میں کپڑے کا کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا۔ اس میں انہوں نے وہ کامیابی اور شہرت حاصل کی کہ ان کا لقب ہی عثمان غنی ہو گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً بڑے حلیم، سخی اور اعلیٰ اخلاق و فضائل کے انسان تھے۔ اسی بناء پر قریش میں نہایت معزز و محترم تھے۔ اور قریش ان سے اتنی محبت کرتے تھے کہ وہ ضرب المثل بن گئی تھی۔ چنانچہ عرب کہا کرتے تھے "اُحِبُّکَ وَالرحمٰن حُبَّ قریش عثمان" ترجمہ:- میں تجھ سے بخدا ایسی محبت کرتا ہوں جیسی محبت قریش عثمان سے کرتے ہیں۔

سلامتِ فطرت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً بڑے نیک، راست باز اور ایمان دار تھے۔ شراب عرب کی گھٹی میں پڑی تھی۔ جو لوگ پیتے تھے فخر کرتے اور نہ پینے والے کو طعن کرتے کیونکہ ان کے نزدیک شراب نہ پینا بخل کی علامت تھا۔

لیکن اس ماحول میں دولت و ثروت کے ساتھ رہنے کے باوجود آپ ان چند اکابر قریش (مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہ) میں سے تھے جو سلیم الفطرت ہونے کے باعث شراب سے نفرت کرتے تھے۔ اسی طرح گانا بجانا، لہو ولعب اور زنا کاری عرب کے پسندیدہ مشاغل میں تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سب چیزوں سے بھی طبعاً مجتنب تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا: میں نے عہد جاہلیت میں یا اسلام میں نہ کبھی زنا کیا ہے نہ شراب پی ہے اور نہ گانا بجایا ہے۔

قبولِ اسلام:

طبیعت کی اس نیکی اور حق پرستی کے باعث مکہ مکرمہ میں پہلے پہل جب اسلام کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور یہ صدائے روح نواز فردوس گوش ہوئی تو آپ فوراً مشرف باسلام ہو گئے۔ خود ان کے بیان کے مطابق اسلام قبول کرنے والے مردوں میں ان کا نمبر چوتھا تھا۔

حلیۂ مبارک:

آپ کا رنگ سفید تھا جس میں کچھ زردی کی آمیزش تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاندی اور سونا دونوں کو مخلوط کر دیا گیا ہے۔ خوبصورت اور خوش قامت تھے۔ دونوں ہاتھوں کی کلائیاں خوش منظر تھیں۔ بال سیدھے تھے یعنی گھنگریالے نہیں تھے۔ جب عمامہ زیب سر کر لیتے تھے تو بڑے حسین وجمیل نظر آتے تھے۔ ناک ابھری ہوئی۔ جسم کا نچلا دھڑ بھاری۔ پنڈلیوں اور دونوں بازوؤں پر بال کثرت سے تھے۔ سینہ چوڑا چکلا۔ کاندھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی۔ چہرہ پر چیچک کے کچھ نشانات، دانت ہموار اور خوبصورت جن کو سونے کی تار سے باندھا گیا تھا۔ داڑھی بڑی گنجان، زلف دراز، اخیر عمر میں زرد خضاب کرنے لگے تھے۔ جسم کی کھال ملائم اور باریک تھی۔

لباس:

بڑے پیمانہ پر تجارت کے باعث دولت مند شروع سے ہی تھے۔ اس لیے فامابنعمة ربک فحدث کے حکم کے مطابق اللہ کی نعمتوں سے استفادہ آپ کی طبیعت کا شیوہ تھا۔ چنانچہ لباس بھی عمدہ قسم کا استعمال کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں یمنی چادریں بہت وقیع اور قیمتی سمجھی جاتی تھیں۔ آپ انہیں اوڑھتے تھے۔ عموماً یہ چادریں زرد رنگ کی ہوتی تھیں۔ اور ان کی قیمت سو درہم کے لگ بھگ ہوتی تھی۔ اور اپنے لباس میں بھی سنت کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آدھی پنڈلی تک لنگی باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی ایسی ہوا کرتی تھی۔

غذا:

غذا بھی عمدہ اور پُر تکلف استعمال کرتے تھے۔ آپ پہلے فرماں رواں تھے جن کے لیے آٹا چھنا جاتا تھا۔

اندازِ گفتگو:

فطرتاً کم سخن اور کم گو تھے۔ لیکن جب کسی موضوع پر اظہار خیال فرماتے تو گفتگو سیر حاصل کرتے اور بلیغ کرتے تھے۔

دینی خودداری اور حمیت:

اسلام نے اس فطرت کو چمکا کر مجلّٰی اور مصفّٰی کر دیا تھا۔ اس بناء پر دینی عزت نفس اور خودداری آپ میں اس درجہ کی تھی کہ نازک سے نازک موقع پر بھی آپ میں لچک پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ مبادا وہ وقت آجائے کہ تمہارے بُروں کو تم پر مسلط کر دیا جائے۔ اور ان بُروں کے خلاف نیک لوگ بد دعا کریں اور وہ قبول نہ کی جائے۔

عبادت وخشیّت:

عبادت قرب الٰہی اور انابت الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس لیے اپنے چند در چند مشاغل اور گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود عبادت کثرت سے کرتے اور فرائض وواجبات کے علاوہ مندوبات ونوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ نماز بے حد خشوع وخضوع سے پڑھتے تھے۔ اس میں اس درجہ محویت ہوتی تھی کہ گرد وپیش کی کوئی خبر نہیں رہتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ خشیت الی اللہ بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی چنانچہ حضرت عبداللہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کر دیا جائے اور مجھے معلوم نہ ہو کہ دونوں میں سے کس طرف جانے کا حکم ملے گا تو اس بات کے جاننے سے پہلے ہی مجھے راکھ بن جانا پسند ہوگا کہ دونوں طرف میں سے کس میں جانا ہے۔

اخلاق حمیدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت کی تشکیل اور کردار کی تعمیر اس حد تک کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے گئے۔ آپ کی خصلات انبیاء علیہم السلام کے طرز پر تھیں۔ ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان سب صحابہ سے خلق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔

منکسر المزاج:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بے حد منکسر المزاج و متواضع تھے۔ اور اپنے جاہ و جلال کا خیال نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مکہ سے مدینہ واپس اتے تو مدینہ سے ذرا پہلے مُعَرّس مسجد (ذوالحلیفہ) میں قیام فرماتے اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے سوار ہوئے تو سواری پر پیچھے کسی کو ضرور بٹھاتے اور کوئی نہ ملتا تو کسی لڑکے کو ہی بٹھا لیتے اور اسی حال میں مدینہ میں داخل ہوتے۔

راوی کہتے ہیں کہ کیا تواضع کے خیال سے بٹھایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تواضع کے خیال سے بھی بٹھاتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ پیدل آدمی کو سواری مل جائے۔ اس کا بھی فائدہ ہو جائے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ اور بادشاہوں جیسے نہ ہوں (کہ وہ تو کسی عام آدمی کو اپنے پیچھے بٹھاتے نہیں)

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے ہمدانی نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ خچر پر سوار ہیں اور ان کا غلام نائل ان کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔

خدمت سے گریز:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی ذات کے لیے خدمت بہت کم لیا کرتے تھے۔

حالانکہ خدام کنیزوں کی بہتات تھی۔ لیکن ان کے آرام کا خیال رکھتے۔ حضرت عبداللہ رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اپنے وضوء کا انتظام خود کیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا اگر آپ اپنے کسی خادم سے کہہ دیں تو وہ یہ انتظام کر دیا کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رات ان کی اپنی ہے۔ جس میں وہ آرام کرتے ہیں۔

ایسے ہی حضرت زبیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ (تہجد کے وقت) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو نہ جگاتے۔ ہاں اگر کوئی از خود اٹھا ہوا ہوتا تو اسے بلا لیتے اور وہ آپ کو وضو کے لیے پانی لا دیتا۔

پہرہ کا عدم اہتمام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہرے کا کوئی خاص اہتمام نہیں فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک چادر میں سوئے ہوئے تھے اور ان کے پاس کوئی بھی نہیں تھا حالانکہ اس وقت آپ امیر المؤمنین تھے۔

تقویٰ وطہارت:

تقویٰ وطہارت آپ کا جوہر ذاتی تھا، فواحش ومنکرات کا کیا ذکر مکروہات تک سے آپ کو طبعی نفرت تھی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ پروانہ وار عشق ومحبت کا لازمی نتیجہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی بات اشارۃً وکنایۃً بھی فرمائی ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو امر محکم کی طرح گرہ میں باندھ لیا ہے اور اس کی بجا آوری کو اپنا وظیفۂ زندگی سمجھا ہے۔

غلاموں کی آزادی:

غلام آزاد کرنا اسلام میں ایک بڑی عبادت اور عظیم کار ثواب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کا بھی بڑا اہتمام کرتے تھے۔ لہٰذا ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ اور اگر کسی جمعہ میں ایسا نہیں کر سکتے تھے تو اگلے جمعہ کو ایک ساتھ دو غلام آزاد کر دیتے۔

جمعِ قرآن:

اگر اسلام میں ہر فعل جو احکام خداوندی کے ماتحت ہو اور جس کا مقصد حصول رضائے الٰہی ہو دینی اور مذہبی فعل ہے اور اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام کارنامے دینی کارنامے ہیں۔ تاہم سب سے بڑا اور نہایت عظیم الشان دینی کارنامہ مصحفِ عثمانی کی ترتیب وتدوین ہے۔ یہی وہ کارنامہ ہے جس کے باعث قرآن جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا۔ (تفصیلی ذکر آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ)۔

انشاء وتحریر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر وانشاء میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کی تحریریں خطوط کی شکل میں حدیث وتاریخ اور ادب کی کتابوں میں محفوظ ہیں (جو کہ اب اردو میں ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط۔'' مصنفہ پروفیسر خورشید احمد صدر شعبہ عربی دہلی یونیورسٹی۔ کے نام سے منظرِ عام آچکے ہیں) ان پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی تحریر کی خصوصیت یہ ہے کہ کلام مَاقَلَّ وَدَلَّ کا مصداق ہوتا ہے۔ الفاظ مرصع اور جملے کے جملے فصاحت وبلاغت کی جان اور نہایت موثر ودلنشین ہوتے ہیں۔

اقوالِ عثمان رضی اللہ عنہ:

(۱) غم دنیا ایک تاریکی ہے اور غم آخرت دل میں ایک نور ہے۔

(۲) تارک دنیا خدا کا، تارک گناہ فرشتوں کا اور تارک طمع مسلمانوں کا محبوب ہوتا ہے۔

(۳) چار چیزیں بیکار ہیں: (۱) وہ علم جو بے عمل ہو۔ (۲) وہ مال جو خرچ نہ کیا

جائے۔ (۳) وہ زہد جس سے دنیا حاصل کی جائے۔ (۴) وہ لمبی عمر جس میں سامانِ آخرت کچھ تیار نہ کیا جائے۔

(۴) فرمایا مجھے دنیا میں تین باتیں پسند ہیں: (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا۔ (۳) قرآن مجید خود پڑھنا اور دوسروں کو پڑھانا۔

(۵) فرمایا بظاہر چار باتوں میں ایک خوبی ہے مگر حقیقت میں چاروں کی تہہ میں چار ضروری امر بھی ہے: (۱) نیکوکاروں سے ملنا ایک خوبی ہے۔ مگر ان کا اتباع کرنا ایک ضروری امر ہے۔ (۲) تلاوت قرآن مجید ایک خوبی ہے۔ مگر اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (۳) مریض کی عیادت ایک خوبی ہے مگر اس کی وصیت (مکمل) کرانا ایک ضروری امر ہے۔ (۴) زیارت قبور ایک خوبی ہے۔ مگر وہاں کی تیاری کرنا ایک ضروری امر ہے۔

(۶) فرمایا مجھے چار باتوں میں عبادت الٰہی کا مزہ آتا ہے: (۱) فرائض کی ادائیگی میں۔ (۲) حرام اشیاء سے پرہیز کرنے میں۔ (۳) امیدِ اجر پر نیک کام کرنے میں۔ (۴) اور خوف خدا سے برائیوں سے بچنے میں۔

(۷) فرمایا متقی کی پانچ علامات ہیں: (۱) ایسے شخص کی صحبت میں رہنا جس سے دین کی اصلاح ہو۔ (۲) شرمگاہ اور زبان کو قابو میں رکھنا۔ (۳) مسرتِ دنیا کو وبال خیال کرنا۔ (۴) شبہات کے خوف سے حلال سے بھی (احتیاطاً) پرہیز کرنا۔ (۵) (اپنے بارے میں یقین ہونا کہ) بس ایک میں ہی ہلاکت میں پڑا ہوں۔

(عشرہ مبشرہ ص ۹۲ بحوالہ منبہات ابن حجر عسقلانی ؒ)

امورِ خلافت وانتظام ملکی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت علی منہاج النبوت پر قائم ودائم رکھی۔ مجلس شوریٰ بالکل اسی طرح برقرار رکھی جس طرح آپ سے پیشتر خلفاء کے دور میں تھی۔

اہم امور میں آپ تمام اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم، مشیران خلافت اور ضرورت پڑنے پر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے مشورہ لیتے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آتا ہے تو مشرق و مغرب کی انتہاء تک خدا کا دین پھیل جاتا ہے۔ خدائی لشکر ایک طرف اقصیٰ مشرق تک اور دوسری طرف انتہاء مغرب تک پہنچ کر دم لیتے ہیں۔ اور مجاہدین کی آبدار تلواریں خدا کی توحید کو دنیا کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں پہنچا دیتی ہیں۔ اندلس، قیروان، سیقہ یہاں تک کہ چین تک آپ کے زمانہ میں فتح ہوئے۔

دوسری طرف مدائن، عراق، خراسان، اہواز سب فتح ہوئے۔ ترکوں سے جنگ عظیم ہوئی۔ آخران کا بڑا بادشاہ خاقان خاک میں ذلیل و خوار ہوا۔ اور زمین کے مشرقی اور مغربی کونوں نے اپنے خراج بارگاہ خلافت عثمان میں پہنچوائے۔ آپ کے زمانے کو دیکھئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو دیکھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی ہے یہاں تک کہ میں نے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔ عنقریب میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچ جائے گی جہاں تک اس وقت مجھے دکھائی گئی ہے۔

اوّلیاتِ عثمان رضی اللہ عنہ:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت سے کاموں کا اجراء فرمایا جن میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) بیت المال سے موذنین کے لیے وظائف کا تقرر فرمایا۔ (۲) تکبیر میں آواز نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ (۳) تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا۔ (۴) جمعہ کی نماز کے لیے ایک اور اذان کا اضافہ فرمایا۔ (۵) زمینوں پر مالکانہ حقوق کے پروانوں کا اجرا فرمایا۔ (۶) بیت المال کے اونٹوں اور گھوڑوں کے چرنے کے لیے چراگاہوں کا بندوبست فرمایا۔ (۷) دارالقضاء کے لیے علیحدہ عمارت تعمیر فرمائی اور جج مقرر کیے۔ (۸) بیت المال، مہمان خانوں وغیرہ کے لیے الگ الگ عمارات تعمیر فرمائیں۔ (۹) جدہ کی بندرگاہ اپنی نگرانی میں تعمیر کرائی۔ (۱۰) جگہ جگہ ضرورت کے تحت سڑکیں اور پل تعمیر کروائے۔ (۱۱) اسلام میں اول وقف عام مسلمانوں کے لیے رومہ کا کنواں خریدا۔ (۱۲) اسلام

میں اول مہاجر مع اہل وعیال فی سبیل اللہ ہیں۔ (۱۳) ملک شام میں سمندری جہازوں کے بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ (۱۴) سب سے پہلے محتسب کا تقرر آپ نے فرمایا۔ (۱۵) مدینہ کو سیلاب سے بچانے کے لیے ایک بند تعمیر کرایا۔ (۱۶) جگہ جگہ پانی کی نہریں کھدوائیں۔ (۱۷) بحری افواج قائم کیں اور بحری فتوحات بھی آپ کے عہد میں ہوئیں۔

کتابتِ وحی:

چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ لہٰذا اسلام لانے کے بعد آپ کو کتابت وحی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میں نے خود عثمان رضی اللہ عنہ کو اس گھر میں دیکھا ہے کہ رات کے وقت گرمی کے موسم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول گرانی محسوس کر رہے ہیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وحی لکھ رہے ہیں۔ اپنا یہ مشاہدہ بیان کرنے کے بعد ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ظاہر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ قرب واختصاص کا شرف اللہ تعالیٰ اسی شخص کو عطا فرما سکتا ہے جو اعلیٰ اخلاق وصفات کا انسان ہو۔

ازواج واولاد:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ لیکن ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو کر جلد انتقال ہو گیا۔ اسی کی نسبت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحب زادی ام کلثوم سے نکاح ہوا۔ ۳ھ میں غزوہ بدر جس روز ختم ہوا اسی دن ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن خواتین سے نکاح کیا ان کے نام یہ ہیں:

(۱) فاختہ بنت غزوان: قبیلۂ مضر سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام عبداللہ الاصغر تھا۔ نوعمری میں انتقال ہوا۔

(۲) ام عمرو بنت جندب: قبیلۂ ازد سے تعلق تھا۔ ان سے عمرو، ابان، خالد اور عمر چار لڑکے اور مریم ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

(۳) فاطمۃ بنت الولید: ام عبداللہ کنیت۔ قبیلۂ بنی مخزوم سے تعلق تھا۔ ولید، سعید دو لڑکے اور ام سعید ایک لڑکی ان سے پیدا ہوئی۔

(۴) اسماء بنت ابی جہل بن ہشام: ان سے ایک لڑکا مغیرہ پیدا ہوا۔

(۵) ملیکہ بنت عیینہ بن حصن الفزاری: کنیت ام البنین، ان سے صرف ایک لڑکا عبدالملک پیدا ہوا اور جلد ہی انتقال ہو گیا۔

(۶) رملہ بنت شیبۃ بن ربیعۃ۔ ان سے تین لڑکیاں ہوئیں۔ ام ابان۔ ام عمرو اور عائشہ۔

(۷) نائلۃ بنت القرافصۃ الکلبی۔ ان سے حسب ذیل اولاد ہوئی مریم الصغریٰ، ام خالد، اروی، ام ابان الصغریٰ اور عنبۃ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت یہی موجود تھیں[1]۔ (واضح رہے کہ یہ تمام زوجات یکے بعد دیگرے نکاح میں آئیں۔ ایک وقت میں چار ہی کی اجازت ہے۔)

---

[1] حضرت عثمان ذوالنورینؓ۔

قصہ نمبر ۱ ﴿ حالتِ سفر میں بعثت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننا ﴾

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم ایک تجارتی قافلہ میں ملک شام کی حدود میں داخل ہو گئے تو وہاں ایک نجومی عورت ہمارے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا (جن) ساتھی میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا کیا تو اندر نہیں آئے گا۔ اس نے کہا اب اس کی کوئی صورت نہیں ہے۔ کیونکہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو گیا۔ اور ایسا حکم آ گیا ہے جو بس میں نہیں ہے۔ میں وہاں سے جب مکہ واپس آیا تو دیکھا کہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی دعوت دے رہے ہیں۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۶۴۶ بحوالہ البدایہ ج ۲ ص ۳۳۸)

قصہ نمبر ۲ ﴿ عیادت کی برکت سے نعمت اسلام سے سرفراز ہونا ﴾

حضرت عمرو بن عثمانؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی خالہ اروی بنت عبد المطلب کے پاس ان کی بیمار پرسی کے لئے گیا۔

کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے آئے میں آپ کو غور سے دیکھنے لگا اور آپ کی نبوت کا تھوڑا بہت تذکرہ ان دنوں ہو چکا تھا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے عثمان! تمہیں کیا ہوا (مجھے غور سے دیکھ رہے ہو) میں نے کہا کہ میں اس بات پر حیران ہوں کہ آپ کا ہمارے میں بڑا مرتبہ ہے اور پھر آپ کے بارے میں ایسی باتیں کہی جا رہی ہیں۔

اس پر آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ ۔ اللہ گواہ ہے کہ میں یہ سن کر کانپ گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿وفی السماء رزقکم وما توعدون ٥ فورب السماء ولارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون﴾ (الذریت ۲۲۔۲۳)

''اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔ سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی، کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔''

پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۸۵ بحوالہ الاستیعاب ج ۴ ص ۲۲۵)

قصہ نمبر ۳ ﴿اظہار اسلام پر تکالیف﴾

حضرت محمد بن ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کو ان کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ نے پکڑ کر رسی میں مضبوطی سے باندھ دیا۔ اور کہا کہ تم اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین کو اختیار کرتے ہو؟ اور اللہ کی قسم! جب تک تم اس دین کو نہیں چھوڑو گے میں اس وقت تک تمہیں بالکل نہیں کھولوں گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم ! میں اس دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا جب حکم نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے دین پر بڑے پکے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۳۶۵ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۳۷)

قصہ نمبر ۴ ﴿تعاون علی البر کی مثال﴾

خلیفہ سوم مقرر کرنے کے دوران حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس خلافت کے منصب سے خود بخود دستبردار ہو جائے۔ اور پھر اس بات کی کوشش کرے کہ وہ تم میں سے بہترین اور اہل شخصیت کو خلیفہ بنوائے، آپ کی اس تجویز پر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں خود دستبرداری کا اعلان کرتا ہوں۔

اس پر حضرت عثمان نے فرمایا میں سب سے پہلے آپ کی اس کوشش میں آپ کی تائید کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو اس سرزمین کا امین ہے وہ آسمان کا بھی امین ہے'' باقی لوگوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ (حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امین الامت کا لقب عطا فرمایا تھا)

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۴۰)

قصہ نمبر ۵ ﴿امارت سے استغناء﴾

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس دن تشریف لائے جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی۔ اس موقع پر لوگوں نے کہا کہ تم بھی بیعت کر لو۔ تو وہ پوچھنے لگے کہ تمام اہل قریش نے ان کی حمایت کی ہے؟ وہ بولے ہاں اس کے بعد وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہیں اس معاملہ کا اختیار ہے اگر تم انکار کرو گے تو میں اس معاملہ کو لوٹا دوں گا۔ وہ بولے کیا آپ لوٹا دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ کیا تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر وہ بولے میں بھی بیعت کرنے پر رضامند ہوں اور میں لوگوں کے متفقہ فیصلہ سے الگ رہنا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۴۵)

قصہ نمبر ۶ ﴿دوسروں سے نصیحت چاہنا﴾

حمران بن ابان روایت کرتے ہیں کہ خلافت کی بیعت کے بعد امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ انہیں بلا کر لاؤں۔ جب وہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھے آپ کی

نصیحت کی آج سخت ضرورت ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ مندرجہ ذیل پانچ باتوں پر سختی کے ساتھ عمل کریں تو قوم آپ کی کبھی مخالفت نہیں کرے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نمبر (۱) قتل سے صبر کرنا (۲) لوگوں سے محبت کرنا (۳) لوگوں سے درگزر کا معاملہ کرنا (۴) نرمی اختیار کرنا (۵) راز کو پوشیدہ رکھنا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۰۸)

قصہ نمبر ۷ ﴿سخاوت وحسن جمال کا پیکر﴾

ابن سعید بن یربوع مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا ایک شیخ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) حسن الوجہ سوئے ہوئے تھے۔ ان کے سر کے نیچے اینٹ تھی یا اینٹ کا ٹکڑا تھا۔ میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔ ان کی طرف دیکھتا تھا اور ان کے حسن وجمال سے متعجب وحیران تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا۔ اے لڑکے! تم کون ہو؟ میں نے انہیں اپنے متعلق بتلایا۔ ان کے قریب ایک لڑکا سویا ہوا تھا۔ آپ نے اسے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا۔ آپ نے مجھے فرمایا اسے بلاؤ تو میں نے اسے بلایا تو آپ نے اسے کوئی حکم دیا اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ لڑکا چلا گیا اور ایک حلہ اور ایک ہزار درہم لے کر واپس آ گیا۔ مجھے وہ حلہ (جوڑا) پہنا دیا اور ہزار درہم اس (جوڑے کی جیب میں) ڈال دئے۔

میں اپنے باپ کے پاس آیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے کہا تیرے ساتھ یہ (حسن سلوک اور جود وکرم) کس نے کیا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ مسجد میں سو رہا تھا۔ اور میں نے اس سے زیادہ صاحب حسن وجمال کبھی نہیں دیکھا میرے والد نے کہا وہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۶۲)

قصہ نمبر ۸ ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عثمان سے حیا کرنا﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (گھر میں) بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے پھر حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اجازت لیکر اندر آئے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باتیں کر رہے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے کھلے ہوئے تھے (باقی حضرات کے آنے پر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی رہے لیکن) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھٹنوں پر کپڑا ڈال دیا۔ اواپنی زوجہ محترمہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ) سے فرمایا ذرا پیچھے ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ دیر بات کر کے چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے والد اور دوسرے صحابہ اندر آئے تو آپ نے نہ تو گھٹنے پر اپنا کپڑا ٹھیک کیا اور نہ مجھے پیچھے ہونے کو کہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے فرشتے عثمان سے ایسے ہی حیا کرتے ہیں جیسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہیں۔ اگر وہ اندر آتے اور تم میرے پاس بیٹھی ہوتیں تو وہ نہ تو بات کر سکتے اور نہ واپس جانے تک سر اٹھا سکتے (احکامات حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے)

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۹۹ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۲۰۳)

قصہ نمبر ۹ ﴿قبر کا خوف﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو

جاتی۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اور نہیں روتے ہیں لیکن قبر کو یاد کر کے روتے ہیں؟ فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کیلئے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں۔ اور جو اس (کے عذاب) میں پھنس گیا اس کیلئے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ گھبراہٹ والا نہ ہو۔ اور حضرت ہانیؒ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک قبر پر یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ہے

فان تنج منها تنج من ذی عظیمة

والا فانی لا اخالک ناجیا

(اے قبر والے!) اگر تم اس گھاٹی سے سہولت سے چھوٹ گئے تو تم بڑی زبردست گھاٹی سے چھوٹ گئے۔ ورنہ میرے خیال میں تمہیں آئندہ کی گھاٹیوں سے نجات نہیں مل سکے گی۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۷۸۴ بحوالہ ترمذی وابونعیم فی الحلیۃ ج ا ص ۶۱)

قصہ نمبر ۱۰ ﴿تجدید کعبہ کیلئے سختی کرنا﴾

۲۶ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حرم کعبہ کی تجدید اور توسیع کا حکم دیا اور اس مقصد کیلئے انہوں نے ایک جماعت سے کچھ زمین خریدی۔ جبکہ کچھ لوگوں نے اپنی زمینیں فروخت کرنے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی عمارتیں گرادیں اور ان کی قیمتیں بیت المال میں جمع کرادیں۔ بعد میں ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر چیخ وپکار کی تو آپ نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو میری شرافت اور میرے حلم کی وجہ سے مجھ پر چلانے کی جسارت ہوئی ہے۔ جبکہ تمہارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قسم کی کاروائی کی تو تم ان پر نہیں چلاتے تھے۔ آخر کار عبداللہ بن خالد بن اسید کی سفارش پر انہیں رہا کر دیا گیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۵۸)

قصہ نمبر ۱۱ رعایا کے ساتھ حُسنِ سلوک

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے فرمایا اے اہل مدینہ! لوگ فتنوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میں تمہارے مال و جائداد کو تمہارے پاس منتقل کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ یہ تمہاری رائے ہو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ جو اہل عراق کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوا ہو وہ اپنے ساز و سامان کے ساتھ اپنے وطن میں مقیم ہو جائے۔ اس پر اہل مدینہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیرالمؤمنین! آپ ہمارے مال غنیمت کی اراضی کو کیسے منتقل کر سکتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ان اراضی کو کسی کے ہاتھ حجاز کی اراضی کے ہاتھوں فروخت کر دیں گے۔ اس پر وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایسا راستہ کھول دیا ہے جو ان کے خیال و گمان میں نہیں تھا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۵)

قصہ نمبر ۱۲ انگوٹھی کی گمشدگی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے لیے پانی پینے کا ایک کنواں کھدوایا۔ ایک دفعہ آپ اس کنویں کے سرے پر بیٹھے ہوئے اس انگوٹھی (کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط پر مہر ثبت کرنے کے لیے بنائی تھی۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور مہر استعمال کیا۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں استعمال کیا۔ اور اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھی) کو حرکت دے رہے تھے اور اسے اپنی انگلی میں گھما رہے تھے کہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے نکل کر کنویں میں گر گئی۔ لوگوں نے کنویں میں اس کو بہت تلاش کیا یہاں تک کہ اس کا سارا پانی نکلوا دیا پھر بھی اس کا سراغ نہ مل سکا۔

بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا جو بھی شخص اس انگوٹھی کو لے کر

آئے گا۔ اسے بھاری رقم دی جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس خاتم مبارک کے گم ہونے کا بہت رنج وغم ہوا۔ اور اس کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی آپ کو وہ انگوٹھی نہ ملی۔ اور جب آپ ہر طرح سے مایوس ہو گئے تو آپ نے اس جیسی چاندی کی انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہو بہو ویسی ہی انگوٹھی بنائی گئی۔ اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا۔ جب آپ کو شہید کیا گیا تو وہ انگوٹھی بھی غائب ہو گئی۔ اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون اس انگوٹھی کو لے گیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۷)

قصہ نمبر ۱۳ ﴿احساسِ ذمہ داری﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اہل شام تمہاری شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہنا مناسب نہیں ہے۔ اور دولت مندوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ مال و دولت کو جمع کریں۔ چنانچہ یہ لوگ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوذر! میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض کو ادا کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات ہوں انہیں وصول کروں۔ اس لیے میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ البتہ میں انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کر سکتا ہوں۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۸۹)

قصہ نمبر ۱۴ ﴿اکرام اور پتے کی بات﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے باہر رہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا۔ لیکن

جب ان کا اصرار بڑھا تو اجازت دے دی اور جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیئے اور انہیں یہ بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ۔ چنانچہ ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور ایک مسجد بنائی اور مدینہ تشریف لایا کرتے تھے۔

(تاریخ طبری ج ۳ص ۲۸۹)

قصہ نمبر ۱۵ ﴿میقات کا خیال رکھنے کی تاکید﴾

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فتوحاتِ کثیرہ پر شکرانے کے طور پر عمرہ کی نیت کی اور نیشاپور سے احرام باندھا اور مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (نیشاپور) خراسان سے احرام باندھنے پر ان کو ملامت کیا اور فرمایا ''کاش کہ تم اس میقات سے احرام باندھتے جہاں سے مسلمان احرام باندھا کرتے ہیں۔

(تاریخ طبری ج ۳ص ۳۱۹)

قصہ نمبر ۱۶ ﴿برائی کا قلع قمع کرنا﴾

حکیم بن عباد روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جب دنیاوی خوشحالی آئی اور لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہوئی تو دولت مندی انتہاء تک پہنچی تو وہاں سب سے پہلے جو برائی رونما ہوئی تو وہ کبوتروں کو اُڑانا اور مختلف چیزوں کی نشانہ بازی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس بے راہ روی کو روکنے کی خاطر اپنی خلافت کے آٹھویں سال قبیلہ لیث کے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ ان کبوتروں کے پر کاٹے اور نشانہ بازی کے مراکز کو ختم کرے۔

(تاریخ طبری ج ۳ص ۴۰۶)

قصہ نمبر ۱۷ اجتماعی ضرورت کی خاطر کتمِ حدیث کا حکم

حضرت عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اور لوگوں کے قاضی بن جاؤ۔ ان میں فیصلے کیا کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف رکھیں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ تم جا کر لوگوں کے قاضی ضرور بنو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ جلدی نہ کریں۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ جس نے اللہ کی پناہ چاہی وہ بہت بڑی پناہ میں آ گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں قاضی بننے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم قاضی کیوں نہیں بنتے ہو؟ حالانکہ تمہارے والد تو قاضی تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو قاضی بنا اور پھر نہ جاننے کی وجہ سے غلط فیصلہ کر دیا تو وہ دوزخی ہے۔ اور قاضی عالم ہو اور حق وانصاف کا فیصلہ کرے وہ بھی یہ چاہے گا کہ وہ اللہ کے ہاں جا کر برابر سرابر چھوٹ جائے (نہ انعام ملے اور نہ کوئی سزا لگے) اب اس حدیث کے سُننے کے بعد بھی میں قاضی بننے کی اُمید کر سکتا ہوں؟

اس بات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان سے فرمایا کہ تم کو تو معاف کر دیا لیکن تم کسی اور کو یہ بات نہ بتانا (ورنہ اگر سارے ہی انکار کرنے لگ گئے تو پھر مسلمانوں میں قاضی کون بنے گا؟ یہ اجتماعی ضرورت کیسے پوری ہو گی؟)

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۸۶ بحوالہ ہیثمی ج ۴ ص ۱۹۳)

قصہ نمبر ۱۸ استصوابِ رائے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جس مسئلہ میں شُبہ ہوتا اور اس کے متعلق کوئی صحیح

رائے قائم نہ کر سکتے تو دوسرے صحابہ سے استفسار فرماتے اور عوام کو بھی ان کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ایک دفعہ سفر حج کے دوران ایک شخص نے پرندہ کا گوشت پیش کیا جو شکار کیا گیا تھا۔ جب آپ کھانے کے لیے بیٹھے تو شبہ ہوا کہ حالت احرام میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہمسفر تھے۔ ان سے استصواب کیا انہوں نے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت کھانے سے ہاتھ روک لیا۔

(خلفائے راشدین ص ۲۳۱ بحوالہ مستدرک ابن حنبلؒ ج ۱ ص ۱۰۰)

قصہ نمبر ۱۹ ﴿فریضۂ تبلیغِ دین﴾

نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم فرض دین کی خدمت اور اس کی اشاعت و تبلیغ ہے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس فرض کے انجام دینے کا ہر لحظہ خیال رہتا تھا۔ چنانچہ جہاد میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے تھے اُن کے سامنے خود اسلام کے محاسن بیان کر کے ان کو دین متین کی طرف دعوت دیتے تھے۔ لہٰذا ایک دفعہ بہت سی رومی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود اُن کے پاس جا کر تبلیغ اسلام کا فرض انجام دیا۔ چنانچہ دو عوتوں نے متاثر ہو کر کلمۂ توحید کا اقرار کیا اور دل سے مسلمان ہوئیں۔

(خلفائے راشدین ص ۲۳۰ بحوالہ ادب المفرد باب خفض المراء)

قصہ نمبر ۲۰ ﴿نکتۂ فقاہت﴾

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے۔ اور اپنی چادر ایک شخص پر جو خانۂ کعبہ میں کھڑا ہوا تھا ڈال دی۔ اتفاق سے اس پر ایک کبوتر بیٹھ گیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ چادر کو اپنی بیٹ سے گندہ نہ کر دے اس کو اڑا دیا۔ کبوتر اُڑ کر دوسری جگہ جا بیٹھا۔ وہاں اس کو ایک سانپ نے کاٹ لیا اور وہ اسی وقت مر گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے کفارہ کا فتویٰ دیا کیونکہ وہ اس کبوتر کو ایک محفوظ مقام سے غیر محفوظ مقام میں پہنچانے کا باعث ہوئے تھے۔

(خلفائے راشدین ص ۲۳۶ بحوالہ مسند شافعی ص ۷۹)

قصہ نمبر ۲۱ ﴿اپنی ذات کو مشورہ کے تابع رکھنا﴾

جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تنگ ہوگئی تو لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کو کشادہ کرنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ مروان بن حکم موجود تھا۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین! آپ کے قربان! اس معاملہ میں مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اضافہ کا ارادہ کیا تو کسی سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سُن کر برہم ہو گئے، فرمایا: خاموش! عمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ یہ تھا کہ لوگ ان سے اس درجہ خوف کھاتے تھے کہ اگر وہ لوگوں سے کہتے کہ گوہ (ایک جانور جسے عربی میں ضَبّ کہتے ہیں اور جو دھوکہ دینے میں ضرب المثل ہے) کے بھِٹ میں گھس جاؤ تو لوگ اس میں گھس جاتے۔ لیکن میرا معاملہ یہ ہے کہ میں نرم خُو ہوں۔ اس لیے محتاط رہتا ہوں کہ وہ احتجاج نہ کریں۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۲۸ بحوالہ وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۰۸)

قصہ نمبر ۲۲ ﴿کلمۂ خیر کا فوراً اتباع کرنا﴾

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سات لاکھ کی قیمت پر ان کی اراضی خریدی۔ اور رقم لے کر ان کے پاس گئے، طلحہ نے فرمایا ایک شخص سے یہ معاملہ کر رہا ہوں مگر اس کو اس بات کی خبر نہیں ہے کہ اس کے گھر میں اللہ کا کیا حکم نازل ہونے والا ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو آپ نے اپنے قاصد کے ذریعہ اس مال کو رات بھر تقسیم کرایا حتیٰ کہ صبح تک ان کے پاس ایک درہم بھی باقی نہیں بچا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۱۲)

قصہ نمبر ۲۳ ﴿جائز سفارش کرنا﴾

ربیع بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ عہدِ جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے۔ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عباس بن ربیع نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابن عامر کو تحریر فرمائیں کہ وہ مجھے بطورِ قرض کے ایک لاکھ رقم دیدے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کر دیا اور ابن عامر نے انہیں ایک لاکھ کی رقم دے دی۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا گھر بطور ہدیہ کے دے دیا اور آج تک ان کا گھر عباس بن ربیع کا گھر کہلاتا ہے۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۱۲)

قصہ نمبر ۲۴ ﴿اعمالِ سحر پر گرفت﴾

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ ابن ذی الحبکہ نہدی نیرنج جادو کا کام کیا کرتا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے اس کام کے بارے میں اطلاع ہوئی تو آپ نے ولید بن عقبہ کو لکھا کہ اس بارے میں ابن ذی الحبکہ سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کرے تو اسے سخت سزا دی جائے۔ چانچہ ولید بن عقبہ نے انہیں بلوایا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا ہاں یہ عجیب وغریب شعبدہ بازی کا کام ہے اور اقرار کیا تو ولید بن عقبہ نے انہیں سزا دینے کا حکم دیا اور عوام کو بھی اس کے بارے میں آگاہ کیا اور ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خط کو پڑھ کر سنایا گیا کہ "یہ معاملہ نہایت سنجیدہ اور سنگین ہے اس لیے تم لوگ بھی سنجیدگی اختیار کرو اور ہنسی مذاق اور دل لگی سے بچو۔ لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک اس کی اطلاع کیسے پہنچی؟

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۱۰)

قصہ نمبر ۲۵ ﴿اعزازِ سفارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ کو بلا کر قریش کی طرف بھیجا اور ان سے فرمایا کہ انہیں یہ بتا دو کہ ہم (کسی سے) لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی حکم دیا کہ مکہ میں جو مومن مرد اور عورتیں ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس جا کر ان کو فتح کی خوشخبری سنا دیں اور ان کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مکہ میں اپنے دین کو ایسا غالب کر دیں گے کہ پھر کسی کو اپنا ایمان چھپانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ خوشخبری دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے کمزور مسلمانوں کو (ایمان پر) جمانا چاہتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے (مکہ کے راستے میں) مقامِ بَلدَح میں ان کا قریش کی ایک جماعت پر گزر ہوا۔ قریش نے پوچھا کہاں (جا رہے ہو؟) انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دوں اور تمہیں بتا دوں کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا انہوں نے ویسے ان کو دعوت دی۔ انہوں نے کہا ہم نے آپ کی بات سن لی ہے جاؤ اپنا کام کرو۔ اَبانُ بن سعید بن عاص نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور ان کو اپنی پناہ میں لیا اور اپنے گھوڑے کی زین کسی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گھوڑے پر آگے بٹھا کر مکہ لے گئے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۲۰۲ بحوالہ کنز العمال ج ۵ ص ۲۸۸)

قصہ نمبر ۲۶ ﴿ذہنی ہم آہنگی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم﴾

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تو نظروں کے سامنے بیت اللہ شریف تھا جس کی طواف کی حسرت میں سب مسلمان آئے تھے۔ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ البتہ تم چاہو تو عمرہ کر لو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے آقا تو عمرہ نہ کریں اور میں کرلوں۔ ادھر حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! عثمان کس قدر خوش قسمت ہیں کہ سب سے پہلے حرم کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا۔ نہیں جب تک میں طواف نہ کرلوں عثمان بھی نہیں کریں گے۔ (یہ ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد کی نشاندہی کرتا ہے۔)

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۶۸)

قصہ نمبر ۲۷ سب سے پہلے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) سب سے پہلے اللہ کے لئے جس نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے حضرت نضر بن انس اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ اور ان کے ساتھ ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی بھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان دونوں کی خیر خبر آنے میں دیر ہوگئی۔ پھر قریش کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے تمہارے داماد کو دیکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا تم نے ان دونوں کو کس حال میں دیکھا؟ اس عورت نے کہا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک کمزور سے گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور خود اس کو پیچھے سے ہانک رہے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رہے۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی ہے)

(حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۴۴۱ بحوالہ البدایۃ ج ۳ ص ۶۶)

قصہ نمبر ۲۸ ﴿ بامر مجبوری حدیث نہ سنانا ﴾

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی۔ لیکن اب تک آپ لوگوں سے چھپا رکھی تھی تا کہ (اس حدیث میں اللہ کے راستے میں جانے کی زبردست فضیلت کو سن کر) آپ لوگ مجھے چھوڑ کر چلے نہ جائیں۔ لیکن اب میرا یہ خیال ہوا کہ وہ حدیث آپ لوگوں کو سنا دوں تا کہ ہر آدمی اپنے لئے اسے اختیار کرے جو اسے مناسب معلوم ہو (میرے پاس مدینہ رہنا یا اللہ کے راستہ میں مدینہ سے چلے جانا)۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کیلئے پہرہ دینا اور جگہوں کے ہزار دن سے بہتر ہے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ا ص ۵۶۳ بحوالہ مسند احمد ج ا ص ۶۵)

قصہ نمبر ۲۹ ﴿ اہل بیت کی تعظیم اور ان سے محبت ﴾

حضرت قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں حضرت عثمان نے جو بہت سے نئے قانون بنائے ان میں سے ایک قانون یہ تھا کہ ایک آدمی نے ایک جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ کیا۔

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی پٹائی کی۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا تو اس سے فرمایا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم فرمائیں اور میں انکی تحقیر کی اجازت دے دوں؟ اس آدمی کی اس گستاخی کو جو اچھا سمجھ رہا ہے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نئے قانون کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہ نے بہت پسند کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے گستاخ کی پٹائی ہو گی)

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۷۱ بحوالہ منتخب الکنز ج ۵ ص ۲۱۳)

قصہ نمبر ۳۰ ﴿شیطانی وساوس سے نجات کی فکر﴾

حضرت محمد بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے حضرت عثمان کی شکایت کی۔ (یہ دونو حضرات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاۓ آئے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عثمان نے کہا اللہ کی قسم! میں نے (ان کے سلام کو) سنا ہی نہیں۔ میں تو کسی گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کیا سوچ رہے تھے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں شیطان کے خلاف سوچ رہا تھا کہ وہ ایسے برے خیالات میرے دل میں ڈال رہا تھا کہ زمین پر جو کچھ ہے وہ سارا بھی مجھے مل جائے تو بھی ان برے خیالات کو زبان پر نہیں لا سکتا۔ جب شیطان نے میرے دل میں یہ برے خیالات ڈالنے شروع کئے تو میں نے دل میں کہا اے کاش میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ ان شیطانی خیالات سے نجات کیسے ملے گی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی تھی اور میں نے حضور سے پوچھا تھا کہ شیطان جو برے خیالات ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے ان سے ہمیں نجات کیسے ملے گی؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے نجات تمہیں اس طرح ملے گی کہ تم وہ کلمہ کہہ لیا کرو جو میں نے موت کے وقت اپنے چچا کو پیش کیا تھا لیکن انہوں نے وہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ (اور وہ کلمہ یہ ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۶۲۵ بحوالہ منتخب الکنز ج ۱ ص ۴۷)

قصہ نمبر ۳۱ ﴿حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کچھ سُجھائی نہ دینا﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے آنکھ بھر کر دیکھا بھی لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور میں نے دو دفعہ یہ کہا اے امیر المومنین! کیا اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا ہوگئی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ نے پوچھا کیا ہوا؟

میں نے کہا اور تو کوئی بات نہیں البتہ یہ بات ہے کہ میں ابھی مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے مجھے آنکھ بھر کر دیکھا بھی لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگئے تو) ان سے فرمایا آپ نے اپنے بھائی (سعد رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ نے کیا ہے۔ اور بات اتنی بڑھی کہ انہوں نے اپنی بات پر قسم کھالی اور میں نے اپنی بات پر قسم کھالی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آ گیا تو انہوں فرمایا استغفر اللہ واتوب الیہ آپ میرے پاس سے ابھی گزرے تھے۔ اس وقت میں اس بات کے بارے میں سوچ رہا تھا جو میں نے حضور ﷺ سے سنی تھی اور وہ بات ایسی ہے کہ جب بھی مجھے یاد آتی ہے تو میری نگاہ پر اور میرے دل پر ایک پردہ پڑ جاتا ہے (جس کی وجہ سے نہ کچھ نظر آتا ہے اور نہ کچھ سمجھ آتا ہے)۔

میں نے کہا میں آپ کو وہ بات بتاؤں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دعا کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ فرمایا (کہ دعا کے شروع میں اسے پڑھنا چاہیے) اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور حضور ﷺ اس سے باتوں میں مشغول ہو گئے پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے (اور چل پڑے) میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا پھر مجھے خطرہ ہوا کہ میرے پہنچنے سے پہلے کہیں حضور ﷺ گھر کے اندر نہ چلے جائیں اس لئے میں نے زمین پر پاؤں زور سے مارے اس پر حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ کون ہے (کیا) ابو اسحاق ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اور تو کوئی بات نہیں ہے بس یہ بات ہے کہ آپ نے دعا کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ کیا

پھر یہ دیہاتی آ گیا تھا اور آپ اس سے باتوں میں مشغول ہو گئے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہاں وہ مچھلی والے (حضرت یونس) علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین ان کلمات کے ساتھ جو مسلمان بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۶۲۷ بحوالہ الکنز ج ۱ ص ۲۹۸)

قصہ نمبر ۳۲ ﴿قبولِ ضیافت کی اچھوتی وجہ﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو (شادی کے) کھانے پر بلایا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کھانے کیلئے) تشریف لائے تو فرمایا میرا تو روزہ تھا لیکن میں نے چاہا کہ آپ کی دعوت قبول کر لوں اور آپ کیلئے برکت کی دعا کر دوں (یعنی آنا ضروری ہے کھانا ضروری نہیں ہے۔)

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۶۴۱ بحوالہ الکنز ج ۵ ص ۶۶)

قصہ نمبر ۳۳ ﴿من جانب اللہ لقب ذی النورین کا ملنا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اس حال میں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغموم بیٹھے تھے۔ تو آپ نے فرمایا اے عثمان کیا حال ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی پر ایسا صدمہ گزرا ہے جو مجھ پر گزرا ہے۔ صاحبزادی رسول اللہ ﷺ انتقال کر گئیں جس بناء پر رشتہ سسرالی کا ہمیشہ کیلئے میرے اور آپ کے درمیان سے منقطع ہو گیا۔

اس پر حضور ﷺ فرمایا اے عثمان! تم یہ کیا کہتے ہو جبرائیل نے مجھ کو اللہ

تعالیٰ کا یہ پیام پہنچایا ہے کہ میں رقیہ کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمہارے ساتھ کر دوں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔ پھر جب بامر خداوندی حضرت کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری اور لڑکی بھی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

(تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۴۶۲ بحوالہ حاکم)

قصہ نمبر ۳۴ ﴿برائی نہ دیکھنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا﴾

حضرت سلیمان بن موسیٰؒ کہتے ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کسی نے بتایا کہ کچھ لوگ برائی میں مشغول ہیں آپ ان کے پاس جائیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ تو سب بکھر چکے ہیں۔ البتہ برائی کے اثرات موجود ہیں تو انہوں نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کو برائی پر نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۷۵۵ بحوالہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۶۰)

قصہ نمبر ۳۵ ﴿حضور ﷺ والا وضو سکھانا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں موذن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک) پانی آتا ہوگا۔ اس سے وضو کیا پھر فرمایا کہ جیسا میں نے اب وضو کیا ہے۔ حضور ﷺ کو میں نے ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا پھر کھڑے ہو کر ظہر کی نماز پڑھے گا تو اس کے ظہر اور فجر کے درمیان کے گناہ معاف کر

دیئے جائیں گے۔ پھر وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو اس کے عصر اور ظہر کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ مغرب پڑھے گا تو مغرب اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے گزار دے گا۔ پھر وہ اٹھ کر وضو کر کے فجر کی نماز پڑھے گا تو اس کے فجر اور عشاء کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہی وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔

مجلس کے ساتھیوں نے پوچھا، اے عثمان! یہ تو حسنات ہو گئیں تو باقیات صالحات کیا ہوں گی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا باقیات صالحات یہ کلمات ہیں لا الہ الا اللہ وسبحان اللہ الحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۱۰۳ بحوالہ ترغیب ج ۱ ص ۲۰۳)

قصہ نمبر ۳۶ ﴿دنیا میں بدلہ چکانے کی فکر﴾

حضرت ابوالفرات رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا لہذا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا زور سے مروڑ۔ دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے، اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۴۵ بحوالہ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ للمحب الطبری ج ۲ ص ۱۱۱)

قصہ نمبر ۳۷ ﴿تحدیثِ نعمت اور بڑوں کی تعریف کرنا﴾

عمرو بن امیہ الضمری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ طعام شب میں شریک تھا۔ خزیرہ (عرب میں ایک خاص قسم کا سالن ہوتا تھا جسے خزیرہ کہتے تھے۔ اس کو بکری کی کلیجی، گردہ، دل اور گھی و دودھ سے تیار کیا جاتا تھا) سامنے آیا تو حضرت عثمان نے پوچھا کیسا ہے؟ میں نے کہا بہت لذیذ اور نفیس ہے۔ میں نے آج تک ایسا خزیرہ نہیں کھایا۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے اللہ تعالیٰ عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، تم نے خزیرہ کبھی ان کے ساتھ بھی کھایا ہے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! میں نے کھایا ہے لیکن وہ خزیزہ ایسا تھا کہ نہ تو اس میں گوشت تھا اور نہ گھی نہ دودھ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جہد و مشقت کی ایسی زندگی بسر کی ہے کہ اس کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ وہ لذیذ نفیس غذاؤں سے اجتناب کرتے تھے۔ میں اللہ کی قسم مسلمانوں کے مال سے ایک پیسہ نہیں لیتا۔ جو کچھ کھاتا ہوں اپنی کمائی سے کھاتا ہوں۔

تم کو معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھا اور میرا تجارتی کاروبار سب سے بڑا تھا۔ میں ہمیشہ نرم غذاؤں کا عادی رہا ہوں۔ اور اب تو میری عمر بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ اس لئے مجھ کو نرم غذاؤں کی اور بھی ضرورت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی شخص کو اس معاملہ میں مجھ پر نکتہ چینی کا حق ہے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۴ بحوالہ طبری ج ۴ ص ۴۰۱)

قصہ نمبر ۳۸ ﴿اللہ کے راستے کیلئے لشکر کو ساز و سامان دینا﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اور جیش عسرہ (غزوہ تبوک میں جانے والے لشکر) پر خرچ کرنے کی ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کجاوے اور پلان سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ یعنی میں دوں گا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے ایک سیڑھی نیچے تشریف لائے اور پھر (خرچ کرنے کی) ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کجاوے اور پلان سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ (حضرت عثمان کے اتنا زیادہ خرچ کرنے پر بہت خوش ہیں اور خوشی کی وجہ سے) ہاتھ کو ایسے ہلا رہے ہیں جیسے تعجب و حیرانی میں انسان ہلایا کرتا ہے۔

اس موقعہ پر عبدالصمد راوی نے سمجھانے کیلئے اپنا ہاتھ باہر نکال کر ہلا کر دکھایا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں اگر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۲۱ بحوالہ البدایہ ج ۵ ص ۴)

قصہ نمبر ۳۹ ﴿مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشادگی کیلئے زمین خریدنا﴾

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ضرورت کیلئے ناکافی اور مختصر ہوگئی تو مسجد کے قریب ہی ایک قطعہ زمین تھا جس میں اس کا مالک کھجوروں کا ذخیرہ رکھتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایما ہوا کہ اس قطعہ کو خرید کر اسے مسجد میں شامل کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو پیش قدمی کر کے ۲۰ یا ۲۵ ہزار درہم میں یہ قطعہ خرید لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کی آپ نے خوش ہو کر فرمایا تم اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو۔ (اجرہ لک) اور اس کا ثواب تم کو ملے گا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۰ بحوالہ البدایہ ج ۳ ص ۱۷۷)

قصہ نمبر ۴۰ ﴿قرضہ معاف کرنا﴾

ایک مرتبہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پچاس ہزار کی رقم کے مقروض تھے۔ ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل رہے تھے۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے پاس روپیہ آگیا ہے آپ اپنی رقم لے لیجئے۔ انہوں نے فرمایا: ھولک یا ابا محمد معونۃ لک علی رؤتک ابو محمد! یہ رقم میں نے تم کو دے دی۔ اپنی ضرورت پر خرچ کرو

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۰۷)

قصہ نمبر ۴۱ ﴿بیتِ رسالت کی خدمت﴾

ایک مرتبہ چار دن تک اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا میسر نہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا

کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہاں سے ملتا؟ اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یہ سن کر) خاموش ہو گئے وضو فرمایا اور مسجد میں نفل پڑھنے لگے۔ آپ تھوڑی دیر بعد (بعد از سلام) نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے تھے۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے۔ اور اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا عثمان رضی اللہ عنہ کو آنے کی اجازت نہ دوں۔ پھر یہ خیال کر کے کہ یہ مالدار صحابہ میں سے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے ہم تک نیکی پہنچانے کا قصد کیا ہو۔ لہذا میں نے اجازت دے دی۔ عثمان نے مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا اے صاحبزادے! چار یوم سے اہل بیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا۔ (یہ سنتے ہی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رو کر کہا کہ تف (کلمہ افسوس) ہے دنیا پر پھر کہا اے ام المومنین آپ کو مناسب نہ تھا کہ آپ پر ایسے حادثات گزریں اور آپ مجھ سے ذکر نہ کریں اور نہ عبدالرحمٰن بن عوف، نہ ثابت بن قیس جیسے مالداروں سے۔ ذوالنورین یہ کہہ کر واپس لوٹے اور کئی اونٹ، آٹا، گیہوں، کھجوریں اور مُسلَّم بکرا مع سو درہم کے لا کر پیش کیا پھر کہا یہ دیر سے تیار ہو گا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں۔ چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھایئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بھی رکھ دیجئے پھر ام المومنین عائشہ کو قسم دی کہ آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے دریافت فرمایا عائشہ ھل اصبتم بعدی شیاء (اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا؟) تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے گئے تھے اور آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کبھی رد نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفساراً فرمایا کیا ملا؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آٹا، گیہوں، کھجوریں اونٹوں پر لدی ہوئی۔ درہم کی تھیلی۔ ایک عدد مسلّم بکرا، روٹی او بہت سا بھنا ہوا گوشت۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس نے دیا؟ گذارش کی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے۔ اور وہ قسم دلا گئے ہیں کہ آئندہ جب ایسا موقع آئے تو مجھے اطلاع کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر بیٹھے نہیں بلکہ مسجد تشریف لے گئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا

اللھم قد رضیت عن عثمان فارض عنہ .اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ

(اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا آپ بھی راضی ہو جائیں۔)

(تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۴۶۵)

قصہ نمبر ۴۲ ایک ہزار اونٹ بمعہ سامان صدقہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (مخاطبین سے) فرمایا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کر دیں گے۔ تو صبح ہی ایک قاصد نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے۔ صبح کو غلے کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے تاجروں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے۔ آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا۔ جب وہ لوگ اندر گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلے کا بڑا ڈھیر رکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ میرے (ملک) شام سے آئے غلے پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا ''دس کے بارہ'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو۔ ان لوگوں نے کہا ''دس کے چودہ'' حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ دو۔ تو ان لوگوں نے کہا ''دس کے پندرہ'' حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تجارِ مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا

کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں دو گے؟ انہوں نے کہا ''نہیں'' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے گروہ تجار! تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ (صدقہ میں) دے دیا..............

(تاریخ ابن خلدون ج ا ص ۴۶۸)

قصہ نمبر ۴۳ ﴿جنت کے چشمے کا وعدہ﴾

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا۔ بنو غفار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام رومہ تھا۔ وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک غلے) میں بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمہیں اس کے بدلہ میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے اس لئے میں نہیں دے سکتا۔

یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ کنواں پینتیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے صدقہ کر دیا ہے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۳۸ بحوالہ عند الطبر انی کذا فی المنتخب ج ۵ ص ۱۱)

قصہ نمبر ۴۴ ﴿حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذوالنورین کیلئے دعائیں﴾

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو (سخت بھوک کی) مشقت اٹھانی پڑی (جس کی وجہ سے)

میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھے۔

جب حضور ﷺ نے بھی یہ بات دیکھی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کیلئے رزق بھیج دیں گے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ اور رسول ﷺ کی بات ضرور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹنیاں کھانے کے سامان سے لدی ہوئی خریدیں اور ان میں سے نو اونٹنیاں حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں۔

جب حضور ﷺ نے یہ اونٹنیاں دیکھیں تو فرمایا یہ کیا ہے؟

عرض کیا گیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ میں بھیجی ہیں۔ اس پر حضور ﷺ اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس ہونے لگے اور منافقوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ایسی زبردست دعا کی کہ میں نے حضور ﷺ کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کیلئے ایسی دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! عثمان کو (یہ اور یہ) عطا فرما۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ایسا اور ایسا) معاملہ فرما۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۰ بحوالہ المنتخب ج ۵ ص ۱۲)

قصہ نمبر ۴۵ ﴿سادگی اپنوں کی دیکھ﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے۔ (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ

(ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر) کہہ رہے تھے یہ امیر المومنین ہیں؟ یہ امیر المومنین ہیں؟

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۳۷۶ بحوالہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ ص ۶۰)

قصہ نمبر ۴۶ صحیح مسئلہ بتانے کا اہتمام

حضرت سعید بن سفیان قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی سو دینار اللہ کے راستہ میں خرچ کئے جائیں۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔۔۔۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ اللہ کے راستہ میں سو دینار خرچ کئے جائیں۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ میں اس کی وصیت کس طرح پوری کروں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے مجھ سے پہلے کسی اور سے یہ بات پوچھی ہے؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے کسی اور سے یہ بات پوچھتے اور وہ یہ جواب نہ دیتا جو میں دینے لگا ہوں تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا (کہ تم نے اس جاہل سے کیوں پوچھا؟) اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کا حکم دیا تو ہم سب اسلام لے آئے اور (اللہ کا شکر ہے کہ) ہم سب مسلمان ہیں۔

پھر اللہ نے ہمیں ہجرت کا حکم دیا تو ہم نے ہجرت کی چنانچہ ہم اہل مدینہ مہاجر ہیں۔ پھر اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا تو (اس زمانے میں) تم نے جہاد کیا تو تم اہل شام مجاہد ہو۔ تم یہ سو دینار اپنے اوپر اپنے گھر والوں پر اور آس پاس کے ضرورتمندوں پر خرچ کر لو۔ کیونکہ اگر تم ایک درہم لے کر گھر سے نکلو اور پھر اس کا گوشت خریدو اور پھر اسے تم بھی کھا لو اور تمہارے گھر والے بھی کھا لیں تو تمہارے لئے سات سو درہم کا ثواب لکھا جائے گا (ضرورت کے وقت گھر والوں پر خرچ کرنے پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اسراف پر پکڑ ہو گی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۴۶۴ بحوالہ ابن عساکر ج ۱ ص ۵۳)

قصہ نمبر ۴۷ ﴿مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشادگی و تعمیر کیلئے مشورہ﴾

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حطب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ۲۴ ہجری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگوں نے ان سے مسجد بڑھانے کی بات کی اور یہ شکایت کی کہ جمعہ کے دن جگہ بہت تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ انہیں مسجد سے باہر میدان میں نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کیا تو سب کا اس پر اتفاق تھا کہ پرانی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا اے لوگو! میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ کیلئے مسجد بنائے گا اللہ اس کیلئے جنت میں محل بنائیں گے۔ اور یہ کام مجھ سے پہلے ایک بہت بڑی شخصیت بھی کر چکی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کو بڑھایا بھی تھا اور اسے نئے سرے سے بنایا بھی تھا۔ اور میں اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کر چکا ہوں۔ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد کو گرا کر نئے سرے سے بنایا جائے اور اس میں توسیع بھی کر دی جائے تو لوگوں نے اس بات کی خوب تحسین کی اور ان کیلئے دعا بھی کی۔

اگلے دن صبح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کام کرنے والوں کو بلایا (اور انہیں کام میں لگایا) اور خود بھی اس کام میں لگے۔ حالانکہ حضرت عثمان ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور مسجد سے باہر نہیں جایا کرتے تھے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ بطن نخل میں چھنا ہوا چونا تیار کیا جائے۔ حضرت عثمان نے ربیع الاول ۲۹ ہجری میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا جو محرم ۳۰ ہجری میں ختم ہوا۔ یوں دس ماہ میں کام پورا ہوا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۱۲۲ بحوالہ وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۵۵)

قصہ نمبر ۴۸ ﴿صفیں سیدھی کرانے کا اہتمام﴾

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اوران سے بات کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے کچھ وظیفہ مقرر کردیں کہ اتنے میں نماز کی اقامت ہوگئی میں ان سے بات کرتا رہا اور وہ اپنی جوتیوں سے کنکریاں برابر کرتے رہے (عربوں میں صفوں کی جگہ کنکریاں بچھاتے تھے) یہاں تک کہ وہ لوگ آگئے جن کے ذمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صفیں سیدھی کرنا لگایا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ صفیں سیدھی ہوگئیں۔تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تم بھی صف میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ص ۱۴۸ بحوالہ الکنز ج ۴ص ۲۵۵)

قصہ نمبر ۴۹ ﴿رات گئی بات گئی﴾

حضرت سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا آپس میں کسی مسئلہ میں اتنا جھگڑا ہوجاتا تھا کہ دیکھنے والا یوں سمجھتا تھا کہ اب شاید یہ دونوں کبھی آپس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔لیکن وہ دونوں جب اس مجلس سے اٹھتے تو ایسے لگتا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں تھی۔بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ص ۲۴۵ بحوالہ الکنز ج ۵ص ۲۴۱)

قصہ نمبر ۵۰ ﴿حدیث بیان کرنے میں احتیاط﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کا) سے زیادہ حافظ نہیں ہوں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا

ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو میرے بارے میں ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۲۷۳ بحوالہ ہیثمی ج ۱ ص ۱۴۳)

قصہ نمبر ۵۱ ﴿تلاوت قرآن کا شوق﴾

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو ہم اپنے رب کے کلام سے کبھی سیر نہ ہوتے۔ اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میری زندگی میں کوئی دن ایسا آئے جس میں میں دیکھ کر قرآن نہ پڑھوں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دیکھ کر اتنا زیادہ قرآن پڑھا کرتے تھے کہ ان کے انتقال سے پہلے ہی ان کا قرآن پھٹ گیا تھا۔ (کثرتِ استعمال کی وجہ سے)

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۳۲۱ بحوالہ الاسماء والصفات ص ۱۸۲)

قصہ نمبر ۵۲ ﴿دست عثمان رضی اللہ عنہ میں کنکریوں کی تسبیح﴾

حضرت سوید بن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میں نے موقع غنیمت سمجھا اور جا کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمیشہ خیر کی بات کہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان کے بارے میں ایک خاص چیز دیکھی ہے۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنہائی کے مواقع تلاش کرتا رہتا تھا۔ اور اس تنہائی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن میں گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور ایک طرف چل دیئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہو لیا۔ ایک جگہ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے۔ میں بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر کیوں آئے ہو؟

میں نے عرض کیا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کیوجہ سے ۔۔۔۔۔۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! کیسے آنا ہو؟ انہوں نے کہا اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی کی طرح ان کی بھنبھناہٹ سنی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔۔۔۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں۔ وہ کنکریاں پھر تسبیح پڑھنے لگیں اور میں نے شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۶۵۷ بحوالہ البدایہ ج ۶ ص ۱۳۲)

قصہ نمبر ۵۳ ﴿ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینے کا انجام ﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرما رہے تھے کہ حضرت جہجاہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اور اس زور سے ان کے گھٹنے پر ماری کہ گھٹنا پھٹ گیا اور لاٹھی بھی ٹوٹ گئی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جہجاہ کے ہاتھ پر جسم کو کھا جانے والی (مہلک) بیماری لگا دی جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۷۳۹ بحوالہ ابو نعیم فی الدلائل ص ۲۱۱)

قصہ نمبر ۵۴ ﴿ اتباع سنت کا اہتمام ﴾

ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ مزدلفہ میں فروکش تھے، فجر کی نماز کے وقت روشنی کافی پھیل گئی۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر امیر المومنین اس وقت منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اس سرعت سے چل پڑے کہ راوی کا بیان ہے۔

﴿فما ادری اقوله کان اسرع ام دفع عثمان فلم یزل یلبی حتی رمی جمرة العقبة یوم النحر﴾

''مجھے معلوم نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا حضرت عثمان رضی اللہ کی یکلخت روانگی.........

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۵ بحوالہ بخاری کتاب الحج باب متی یصلی الفجر بجمع)

قصہ نمبر ۵۵ ﴿فراست عثمان رضی اللہ عنہ پر صدیقؓ کی تعریف﴾

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت اور عام مسلمانوں کی پسندیدگی سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استخلاف کا وصیت نامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بات لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ وصیت نامہ کے دوران کتابت میں کسی خلیفہ کا نام لکھانے سے قبل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی عقل وفراست سے سمجھ کر اپنی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ کا نام لکھ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو پوچھا کہ پڑھو کیا لکھا؟ انہوں نے سنانا شروع کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو حضرت ابو بکر بے اختیار ''اللہ اکبر'' پکار اٹھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فہم وفراست کی بہت تعریف وتوصیف کی۔

(خلفائے راشدین ص ۱۸۴ بحوالہ ابن سعد ج ۳)

قصہ نمبر ۵۶ ﴿عام مسلمانوں کی رائے کا خیال رکھنا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا کہ افریقہ کی فتح کے صلہ میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ ان کو انعام دیا جائے گا۔ اس لئے (فتح کے بعد) حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے اس وعدہ کے مطابق اپنا حصہ لے لیا لیکن عام مسلمانوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فیاضی پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ سے اس رقم کو واپس کرا دیا اور فرمایا کہ میں نے بے شک وعدہ کیا تھا۔لیکن مسلمان اس کو تسلیم نہیں کرتے (اس لئے مجبوری ہے)

(خلفائے راشدین ص ۱۸۸ بحوالہ طبری ص ۸۱۵)

قصہ نمبر ۵۷ ﴿صلہ ءرحمی کے اہتمام پر طعن و تشنیع برداشت کرنا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سادہ طبع اور نیک نفس بزرگ تھے۔ مزاج میں اتنی پیش بینی نہ تھی۔ نیز اپنے اختیارات سے اپنے قرابت مندوں کو فائدہ پہنچانا صلہ ءرحم جانتے تھے۔ ایک دفعہ جب لوگوں نے اس طرز عمل کی اعلانیہ شکایتیں کیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کو تمام عرب پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کیا قریش میں بنو ہاشم کا سب سے زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے؟ لوگ خاموش رہے تو ارشاد فرمایا کہ اگر میرے ہاتھ میں جنت کی کنجی ہوتی تو تمام بنی امیہ کو اس میں بھر دیتا۔

(خلفائے راشدین ص ۲۰۳ بحوالہ ابن سعد ج ۳)

قصہ نمبر ۵۸ ﴿انصاف کی انتہاء﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ) ان دونوں بزرگوں کی طرف سے کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی۔ اس لئے انہوں نے کچھ دنوں کے لے وظیفہ روک دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی للہ عنہ نے جب وفات پائی تو غایت انصاف سے کام لے کر جس قدر وظیفہ بیت المال کے ذمہ باقی تھا جس کی مقدار تخمیناً بیس پچیس ہزار تھی ان کے ورثاء کے حوالے کر دیا (امام وقت کو سیاسی وجوہ کی بنا پر اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں)

(خلفائے راشدین ص ۲۰۷ بحوالہ ابن سعد ج ۳)

قصہ نمبر ۵۹ ﴿پہلا مقدمہ اور حیران کن فیصلہ﴾

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابولولو مجوسی نے شہید کر دیا تو حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے غضب ناک ہو کر قاتل کی لڑکی اور ہرمزان کو جو ایک نومسلم ایرانی تھا قتل کر دیا۔ کیونکہ ان کے خیال میں یہ سب سازش میں شریک تھے۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب عنانِ خلافت ہاتھ میں تھامی تو سب سے پہلے یہی مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق رائے طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا۔ بعض مہاجرین نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کل قتل (شہید) ہوئے اور ان کا لڑکا آج مارا جائے گا؟ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین! اگر آپ عبید اللہ کو معاف کر دیں تو امید ہے کہ خدا آپ سے باز پرس نہ کرے گا۔ غرض اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم عبید اللہ کے قتل کر دینے کے خلاف تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ ہرمزان کا کوئی وارث نہیں ہے اس لئے بحیثیت امیر المؤمنین میں اس کا ولی ہوں اور قتل کے بجائے دیت پر راضی ہوں۔ اس کے بعد خود اپنے ذاتی مال سے دیت کی رقم دے دی۔

(خلفائے راشدین ص ۲۱۰ بحوالہ ابن اثیر ج ۳ ص ۵۸)

قصہ نمبر ۶۰ ﴿منیٰ میں چار رکعت پڑھنے کی وجہ بیان کرنا﴾

اتباع سنت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصدِ حیات تھا۔ منیٰ میں دو کے بجائے چار رکعات نماز ادا کرنا بھی دراصل ایک نص شرعی پر مبنی تھا۔ چنانچہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو بدعت پر محمول کر کے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مجمع میں چار رکعت نماز پڑھنے کی حسب ذیل وجہ بیان کی۔

صاحبو! جب میں مکہ پہنچا تو یہاں اقامت کی نیت کر لی اور میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو کسی شہر میں اقامت کی نیت کر لے اس کو مقیم کی طرح نماز پڑھنی چاہیے۔

(خلفائے راشدین ص ۲۱۱ بحوالہ مسند احمد ج ا ص ۶۴)

قصہ نمبر ۶۱ ﴿اتباعِ سنت میں مسکرانا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ وضو کرتے ہوئے متبسم ہوئے (مسکرائے) لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی۔ فرمایا میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کر کے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

(خلفائے راشدین ص ۲۴۰ بحوالہ طبری ص ۲۸۰۴)

قصہ نمبر ۶۲ ﴿خلافِ سنت عمل پر ناراضگی﴾

حج کے موقعہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی طواف کر رہے تھے۔ طواف میں انہوں نے رکن یماق کا بھی بوسہ لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا۔ تو انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا استلام کرانا چاہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انہوں نے کہا ہاں! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا استلام کرتے تم نے دیکھا؟ کہا نہیں! فرمایا پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء مناسب نہیں؟ انہوں نے جواب دیا بے شک۔

(خلفائے راشدین ص ۲۴۰ بحوالہ مسند احمد ص ۷۰ ج ا)

قصہ نمبر ۶۳ ﴿معزولی اور مکان کی تلافی کرنا﴾

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بحرین وعمان کے گورنر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو اس عہدہ پر باقی رکھا۔ لیکن ۲۹ ہجری میں انہیں معزول کر دیا۔ اس کے بعد وہ بصرہ میں قیام پزیر

ہو گئے۔ علاوہ ازیں عثمان بن ابی العاص کا مکان مدینہ میں مسجد نبوی سے متصل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں توسیع کا ارادہ کیا تو عثمان بن ابی العاص کا مکان مسجد میں ضم کر دیا۔ اور اب معزولی اور مکان دونوں کی تلافی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کی کہ بصرہ میں ایک بڑی جائداد و آراضی جو مورخین کے اندازے کے مطابق دس ہزار جریب (ایک جریب کم وبیش ڈیڑھ سو مربع گز کے برابر ہوتا ہے) تھی۔ عثمان بن ابی العاص کو ھبہ (ہدیہ) کر دی اور ان کے لئے ایک پروانہ لکھ دیا۔ اس پروانہ میں عثمان بن ابی العاص الثقفی کو خطاب کر کے تحریر کیا گیا تھا۔

یہ اراضی اور جائداد میں نے تم کو اس مکان کے عوض دی ہے جو مدینہ میں توسیع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میں نے تم سے لیا تھا اور جس کو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے خریدا تھا۔ اس جائداد اور اراضی کی جتنی قیمت تمہارے مکان کی قیمت سے زیادہ ہو اس کو میری طرف سے اپنی معزولی کے مکافات سمجھو۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۶ بحوالہ معجم البلدان ج ۵ ص ۲۶۶)

قصہ نمبر ۶۴ ﴿باندی سے بھی پردے کا اہتمام﴾

بُنانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کی باندی تھی اس کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غسل سے فراغت کے بعد جب میں ان کے کپڑے لیکر حاضر ہوتی تھی تو مجھ سے فرماتے میرے جسم کی طرف مت دیکھنا۔ یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۷ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۱)

قصہ نمبر ۶۵ ﴿دقیقہ سنجی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کوئی منظر یا کوئی خاص چیز دیکھتے تو اس سے حکیمانہ نکتہ پیدا فرماتے اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ منبر مسجد پر

مسلمانوں کو افریقیہ (بلاد مغرب) کی فتح کی خبر سنانے کیلئے بیٹھے تو چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خود اس معرکہ میں شریک تھے اور حضرت عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح نے آپ کو ہی یہ خوش خبری سنانے کیلئے مدینہ بھیجا تھا۔ اور وہ اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ اس لئے امیر المومنین نے ان سے فرمایا تم کھڑے ہو اور مژدہء فتح سناؤ۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور اپنے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صورت وشکل میں بہت مشابہ تھے۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ کی نگاہ ان پر پڑی تو مجمع سے خطاب کر کے فرمایا۔ لوگوں! تم ان عورتوں سے نکاح کیا کرو جو اپنے والدوں اور بھائیوں پر ہوا کریں۔ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی بچہ کو عبداللہ بن زبیر سے زیادہ ان کے ساتھ مشابہ نہیں پاتا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۸ بحوالہ البیان والتبین ج ۱ ص ۲۱۰)

قصہ نمبر ۶۶ ﴿اہلیہ کیلئے لباس فاخرہ خریدنا﴾

ابن سعد کی روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام طور پر اپنی بیویوں کو عمدہ اور خوبصورت لباس پہناتے تھے (جن کو وسعت ہوتی تھی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس کا اہتمام کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک ریشمیں چادر دوسو درہم میں خریدی اور فرمایا: یہ نائلہ کیلئے ہے۔ وہ اسے اوڑھینگی تو میں خوش ہوں گا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۷۴ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۴۰)

قصہ نمبر ۶۷ ﴿تدوین قرآن کی سعادت﴾

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ آذربائیجان اور آرمینیہ کی جنگ میں (جس میں شام اور عراق کی فوجیں ایک ساتھ تھیں) شریک تھے۔ وہاں انہوں نے اختلاف قرات کا ہولناک منظر دیکھا تو پریشان ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

عرض کیا: امیر المؤمنین! خدا کیلئے امت کی خبر لیجئے۔ قبل اس کے کہ قرآن مجید سے متعلق ان کے اختلافات ایسے ہی شدید ہو جائیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات ہیں۔ ظاہر ہے اتنا اہم اور عظیم الشان کام امیر المؤمنین خود اپنی رائے سے انجام دینے کی جسارت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے صحابہ کی مجلس شوریٰ طلب کی۔ جو کام آپ کرنا چاہتے تھے۔ جب سب ارباب شوریٰ نے متفقہ طور پر اس کی تصویب اور تائید کر دی تو قرآن مجید کا ایک نسخہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتب ہوا تھا۔ اور اب ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی ملک میں تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ ام المومنین سے عاریۃً لیا۔ اور ایک مجلس مقرر فرمائی جو ارکان ذیل پر مشتمل تھی۔

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت سعد بن العاص رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ۔ مجلس کو یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مصحف کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کا ایک نہایت مستند مجموعہ تیار کریں۔ اس مجلس میں صرف حضرت زید بن ثابت انصاری تھے جبکہ باقی تینوں ارکان ناموران قریش تھے۔ اسی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس کو ہدایت کی کہ چونکہ قرآن کا نزول لسان قریش پر ہوا۔ اس لئے تینوں ارکان کو جہاں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو وہاں وہ اپنی قرات کو ترجیح دیں۔

جب یہ مجموعہ تیار ہو گیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف واپس کر دیا گیا۔ اور یہ مجموعہ جس کا نام مصحف عثمانی ہے اس کی متعدد نقلیں تیار کرا کے انہیں مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا کہ بس اس کو مستند مانا جائے اور اسی کے مطابق قرات اور کتابت کی جائے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۳۰۹ بحوالہ بخاری ج ۲)

قصہ نمبر ۶۸ ﴿اتباعِ سنت کا اہتمام جگہ اور فعل میں بھی﴾

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک دروازہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا۔ اسے تناول فرمایا اور تجدید وضو کے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فراغت

کے بعد ارشاد ہوا (لوگوں کے تعجب سے دیکھنے پر کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک مرتبہ اسی جگہ بکری کا پٹھا نوش جان کیا تھا اور پھر وضو کیے بغیر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۵ بحوالہ مسند احمد ج ۱ ص ۶۲)

قصہ نمبر ۶۹ ﴿حق دار ہونے کے باوجود اختیار دینا﴾

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی۔ مالک بہت دنوں تک قیمت لینے نہیں آیا۔ ایک روز وہ کہیں مل گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنی زمین کی قیمت لینے نہیں آئے؟ تو اس شخص نے کہا مجھ کو زمین کی فروختگی میں دھوکا ہوا ہے۔ لوگ مجھے برا بھلا کہتے ہیں۔ معاملہ فروختگی اگرچہ ختم ہو چکا تھا۔ اور اب بیچنے والے کو بیچی ہوئی زمین کو واپس لینے کا کوئی حق نہیں تھا۔

لیکن بایں ہمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو تم کو اختیار ہے۔ اپنی زمین واپس لے لو یا اس کی قیمت لو۔ اس کے بعد یہ حدیث پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو صلح پسند اور نرم خو ہو گا خواہ اس کی حیثیت خریدنے کی ہو یا بیچنے والے کی، فریاد رس کی ہو یا فریاد کرنے والے کی۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۷ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۲۱۶)

قصہ نمبر ۷۰ ﴿متاخرین پر احسان کی ایک صورت﴾

نماز جمعہ کے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر کی جس سیڑھی پر بیٹھتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ از راہ عنایت ادب و احترام اس سیڑھی سے نیچے والی سیڑھی پر ہی بیٹھنے لگے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد آیا تو آپ ایک اور سیڑھی سے نیچے اتر آئے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ سلسلہ کہاں تک چلے گا پھر اسی سیڑھی پر بیٹھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ (غور سے

دیکھیئے تو بعد والوں پر احسان بھی ہے اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت بیکراں اور جذبہء اتباع سنت کو بھی دخل ہے۔)

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۹۴ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۱۴۸)

قصہ نمبر ۷۱ ﴿ایک رکعت میں قرآن پڑھنا﴾

عبدالرحمٰن بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے (غالباً حج کے موقع پر) مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور وہ اتنی دراز کر دی کہ یہ خیال ہوا اب اس میں مجھ سے کون سبقت لے جائے گا۔ اتنے میں اچانک ایک شخص آیا۔ اس نے میرے ٹھونگا مارا تو میں نے پروانہیں کی۔ پھر جب اس نے دوبارہ ایسا کیا اور اب میں نے دیکھا تو یہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں فرطِ ادب سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں کھڑے ہو گئے تو آپ نے ایک ہی رکعت میں قرآن پڑھ ڈالا اور واپس چلے گئے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۲ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۵۳)

قصہ نمبر ۷۲ ﴿ہندوستان پر لشکر کشی کا ارادہ﴾

چونکہ فتوحات فاروقی کا قدم ہندوستان کی سرحد تک پہنچ چکا تھا۔ اس بناء پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عبداللہ بن عامر کو عراق کا گورنر بنایا تو عبداللہ بن عامر کو حکم بھیجا کہ وہ ہندوستان کی سرحد کی طرف کسی ایسے شخص کو روانہ کرے جو اس ملک کے حالات سے باخبر ہو۔ اور جب وہ واپس آئے تو اسے بارگاہ خلافت بھیج دیا جائے۔ اس حکم کے مطابق عبداللہ بن عامر نے حکیم بن جبلہ العبدی کو ہندوستان بھیجا اور جب وہ واپس آئے تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جب یہ یہاں پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کے حالات دریافت کئے۔

حکیم بن جبلۃ العبدی نے کہا: امیر المؤمنین! میں نے ہندوستان کے شہروں کو

خوب کھنگالا اور ان کی معرفت حاصل کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تو بیان کرو۔ انہوں نے کہا۔

ماؤھا وشل، وتمرھا دقل، ولصها بطل، ان قل الجیش ضاعوا وان کثروا جاعوا

ترجمہ اس ملک میں پانی کم ہے۔ اس کے پھل نکمے ہیں۔ یہاں کے چور دلیر ہیں۔ اگر ہمارا لشکر تھوڑا ہوا تو ضائع ہو جائے گا اور بڑا ہوا تو بھوکوں مر جائے گا (یہ سارا بیان اسباب کے درجہ میں تھا)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم خبر دے رہے ہو یا تجع بندی کر رہے ہو حکیم نے کہا میں آپ کو صحیح خبر دے رہا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ہندوستان پر لشکر کشی کا ارادہ فسخ کر دیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۲۴ بحوالہ فتوح البلدان بلاذری باب فتوح السند)

قصہ نمبر ۲۷ ﴿سمندری سفر پر جانے والوں کو مشورہ﴾

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ سمندر (بحر روم) میں ایک جزیرہ ہے جس کا نام روڈس ہے اس کو فتح کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ سے رائے طلب کی۔ تو ان حضرات نے فرمایا۔ امیر المؤمنین! جزیرہ قبرص کی فتح نے مسلمانوں کے حوصلے اونچے کر دیئے ہیں۔ اور ان کو بحری جنگ کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ اس لئے ہماری رائے ہے کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرما دیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا

انی قد اذنت لک فیما سألت فاتق اللہ ولا تضیح الحزم وان خوفت من البحر شیاء فلا ترکبنہ فان ھو لہ عظیم.

ترجمہ: جس چیز کی تم نے اجازت مانگی تھی میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اب تم اللہ سے ڈرو، دوراندیشی کو ہاتھ سے مت جانے دو۔ اور اگر تم کو سمندر کا ڈر ذرا سا بھی ہو تو ہرگز اس پر سوار مت ہونا۔ کیونکہ سمندر کا ہول بہت ہوتا ہے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۰۷ بحوالہ کتاب الفتوح ج ۲ ص ۱۲۷)

قصہ نمبر ۷۴ ﴿صاحب العیال کیلئے وظیفہ مقرر کرنا﴾

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ ان کے دادا کا گزر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کے بال بچے کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا اتنے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تو پھر ہم نے تمہارے لئے اور تمہارے اہل وعیال کیلئے فی کس سو درہم کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۳۸ بحوالہ فتوح البلدان ص ۴۴۵)

قصہ نمبر ۷۵ ﴿خیانت پر داماد کو معزول کرنا﴾

حرث بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی اور داماد تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو محتسب مقرر کیا تھا۔ یعنی اس کا کام یہ تھا کہ بازار میں اشیائے خرید وفروخت ان کی قیمتوں اور دکان داروں کے باٹوں، پیمانوں اور سکوں کی نگرانی رکھیں تاکہ بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کسی کو شکایت کا موقع نہ ہو۔

لیکن اس رشتہ داری اور قرابت کے باوجود جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا کہ حرث بن الحکم اپنے فرائض منصبی ایمان داری سے ادا نہیں کر رہا ہے۔ اور اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بازار کی بعض اشیاء اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فوراً معزول کر دیا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۳۵ بحوالہ تاریخ الخمیس ج ۲ ص ۲۶۸)

قصہ نمبر ۷۶ ﴿اِجرائے حد میں احتیاط﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام مجن کا بیان ہے کہ ایک عورت پھٹے پرانے کپڑوں میں آئی اور بولی ''مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر مجھ سے فرمایا: مجن! اس عورت کو نکال دو، میں نے تعمیل کی۔ لیکن یہ عورت واپس آگئی اور پھر اسی بات کا اعادہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب سابق فرمایا: مجن اسے نکال دو۔ میں نے تعمیل کی۔ لیکن عورت پھر لوٹ آئی اور اسی بات کا تکرار کیا۔

اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس! مجن میں اس عورت کو زبوں حال دیکھتا ہوں۔ اور یہ زبوں حالی ایسی بری بلا ہے جو انسان کو برائی پر آمادہ کرتی ہے۔ اس لئے تم اس عورت کو لے جاؤ، پیٹ بھر کے کھانا کھلاؤ اور اسے کپڑے پہناؤ۔ اس کے بعد ایک گدھے پر کھجور، آٹا اور کشمش لاد کر کوئی قافلہ جاتا ہو تو عورت کو گدھے کے ساتھ اس قافلے کے ہمراہ کر دو۔ مجن کا بیان ہے۔ میں نے اثنائے راہ میں عورت سے پوچھا کیا تم اب بھی اقرار کرو گی؟ بولی نہیں میں تو امیر المؤمنین کے سامنے اقرار اپنی زبوں حالی کی وجہ سے کر رہی تھی۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۴۴ بحوالہ کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۷)

قصہ نمبر ۷۷ ﴿عوام کو قانون سے کھیلنے پر تنبیہ﴾

ولید بن عقبہ کی گورنری کے زمانہ میں ایک شعبدہ باز یا جادوگر تھا۔ جندب نامی ایک شخص نے جادوگر کو زدوکوب کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فوراً ولید بن عقبہ کو لکھا'' جندب سے اس بات کی قسم لے لو کہ اس کو اس بات کا علم نہ تھا کہ تم خود جادوگر کو سزا دینے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ اگر جندب یہ حلف اٹھا لے تو اسے تعزیر کر کے چھوڑ دو اور لوگوں کو یہ بتا دو کہ محض ظن و تخمین پر عمل نہ کریں اور قانون کو کبھی اپنے ہاتھ میں نہ لیں۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۴۹ بحوالہ طبری ج ۴ ص ۲۷۵)

حالت حصار کے مختلف واقعات

قصہ نمبر ۷۸ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیے ہوئے عہد پر جمنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے کسی صحابی کو بلاؤ۔ میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا ہاں۔ جب وہ آگئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا ذرا ایک طرف کو ہٹ جاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کان میں بات کرنی شروع کردی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدل رہا تھا۔ جب یوم الدار آیا (جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہو گئے تو ہم نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ (باغیوں سے) جنگ نہیں کریں گے؟ حضرت عثمان نے فرمایا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا میں اس عہد پر پکا رہا ہوں گا جما رہوں گا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۳ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۱۸۱)

قصہ نمبر ۷۹ مسلمان کا خون صرف تین باتوں کی وجہ سے حلال ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گھر میں تھا۔ گھر میں ایک جگہ ایسی تھی کہ جب ہم اس میں داخل ہوتے تو وہاں سے بلاط مقام پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی تمام باتیں سن لیتے۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی ضرورت سے اس میں گئے جب وہاں سے باہر آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا وہ لوگ تو اب مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

ہم نے کہا اے امیر المؤمنین ! اللہ تعالیٰ ان سے آپ کی کفایت فرمائیں گے۔ پھر انہوں نے فرمایا یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان کا خون بہانا صرف تین باتوں کی وجہ سے حلال ہوتا ہے یا تو آدمی مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے یا شادی کے بعد زنا کرے۔ یا ناحق کسی انسان کو قتل کردے (میں نے تینوں میں سے کوئی کام نہیں کیا ہے) اللہ کی قسم! نہ میں نے زمانہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا ہے۔ اور نہ اسلام لانے کے بعد۔ اور جب سے اللہ نے مجھے دین اسلام کی ہدایت دی ہے کبھی بھی میرے دل میں اس دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کرنے کی تمنا پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ ناحق کسی کو قتل کیا ہے تو اب یہ لوگ مجھے کس وجہ قتل کرنا چاہتے ہیں؟

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۴ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۱۷۹)

قصہ نمبر ۸۰ ﴿باغیوں کو وعظ کرنا﴾

حضرت ابولیلیٰ کِندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جن دنوں عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں بھی ان دنوں وہاں ہی تھا۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریچہ سے باہر جھانک کر (باغیوں سے) فرمایا: اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو (مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو) مجھ سے توبہ کرالو۔ اللہ کی قسم! اگر تم مجھے قتل کرو گے تو پھر کبھی بھی تم اکٹھے نہ نماز پڑھ سکو گے، اور نہ دشمن سے جہاد کر سکو گے، اور تم لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے فرمایا تمہارا حال بھی ایسا ہو جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی

﴿یاقوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح اوقوم ھود اوقوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید﴾ (سورۃ ھود آیت ۸۹)

ترجمہ: اے میری قوم! میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسی قومِ نوح یا قومِ ہود یا قومِ صالح پر پڑی تھیں اور قومِ لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ اپنا ہاتھ (ان باغیوں سے) روک کر رکھیں۔ اس سے آپ کی دلیل زیادہ مضبوط ہوگی (قیامت کے دن)۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۵ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۴۹)

قصہ نمبر ۸۱ ﴿ذوالنورین کے بے نظیر نظریات﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں گیا اور میں نے ان سے کہا آپ تمام لوگوں کے امام ہیں۔ اور یہ مصیبت جو آپ پر آئی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں ان میں سے آپ جونسی چاہیں اختیار فرمالیں یا تو آپ گھر سے باہر آکر ان باغیوں سے جنگ کریں کیونکہ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت زیادہ قوت ہے۔ اور پھر آپ حق پر ہیں اور یہ باغی لوگ باطل پر ہیں یا آپ اپنے اس گھر سے باہر نکلنے کیلئے پیچھے کی طرف ایک نیا دروازہ کھول لیں کیونکہ پرانے دروازے پر تو یہ باغی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس نئے دروازے سے (چپکے سے) باہر نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں۔ کیونکہ یہ باغی لوگ مکہ میں آپ کا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے۔ یا پھر آپ ملکِ شام چلے جائیں وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ایک بھی تجویز قبول نہ فرمائی اور) فرمایا میں گھر سے باہر نکل کر ان باغیوں سے جنگ کروں یہ نہیں ہوسکتا۔ میں نہیں چاہتا کہ حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سب سے پہلے (مسلمانوں کا) خون بہانے والا میں بنوں باقی رہی تجویز کہ میں مکہ چلا جاؤں۔ وہاں یہ باغی میرا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے تو میں اسے بھی اختیار نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش کا ایک آدمی مکہ میں بے دینی کے پھیلنے کا ذریعہ بنے گا۔ اس لئے اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا میں نہیں چاہتا کہ میں وہ آدمی بنوں۔ اور تیسری تجویز کہ میں ملکِ شام چلا جاؤں وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں سو میں اپنے دارِ ہجرت (مدینہ منورہ) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۶ بحوالہ البدایہ ج ۷ ص ۲۱۱)

قصہ نمبر ۸۲ ﴿ایک قتل ساری انسانیت کا قتل﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں گیا اور عرض کیا اے امیر المومنین! اب تو آپ کے لئے ان باغیوں سے جنگ کرنا بالکل حلال ہو چکا ہے (لہٰذا آپ ان سے جنگ کریں اور انہیں بھگا دیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہو سکتی ہے کہ تم تمام لوگوں کو قتل کر دو اور مجھے بھی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر تم ایک آدمی کو قتل کرو گے تو گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا (جیسے کہ سورۃ مائدہ آیت ۳۲ میں اس کا تذکرہ ہے) یہ سن کر میں واپس آ گیا اور جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ب ۵۰۶ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۴۸)

قصہ نمبر ۸۳ ﴿جنگ کیلئے اپنی ذات کو وجہ نہ بننے دینا﴾

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کے ساتھ اس گھر میں ایسی جماعت ہے جو (اپنی صفات کے اعتبار سے) اللہ کی مدد کی ہر طرح حق دار ہے۔ ان سے کم تعداد پر اللہ

تعالیٰ مدد فرمادیا کرتے ہیں۔ آپ مجھے اجازت دے دیں تاکہ میں ان سے جنگ کروں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کے واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کوئی آدمی میری وجہ سے نہ اپنا خون بہائے اور نہ کسی اور کا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۶ بحوالہ ابن سعد ج ص ۴۹)

قصہ نمبر ۸۴ ﴿مخالفین کو اللہ کے حوالے کر دینا﴾

حضرت عبداللہ بن ساعِدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ کب تک ہمارے ہاتھوں کو روکے رکھیں گے؟ ہمیں تو یہ باغی کھا گئے کوئی ہم پر تیر چلاتا ہے کوئی ہمیں پتھر مارتا ہے کسی نے تلوار سونتی ہوئی ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں (ان سے لڑنے کا) حکم دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میرا تو ان سے لڑنے کا بالکل ارداہ نہیں۔ اگر میں ان سے جنگ کروں تو میں یقیناً ان سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ لیکن میں انہیں بھی اور انہیں میرے خلاف جمع کر کے لانے والوں کو بھی اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ کیونکہ ہم سب کو اپنے رب کے پاس جمع ہونا ہے۔ تمہیں ان سے جنگ کرنے کا حکم میں کسی صورت میں نہیں دے سکتا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۵۰۷ بحوالہ ابن سعد ج ۵ ص ۲۳)

قصہ نمبر ۸۵ ﴿خون نہ بہانے کی قسم دینا﴾

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ سخت ہو گیا تو آپ نے لوگوں کی طرف جھانک کر فرمایا اے اللہ کے بندو! راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آ رہے ہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ باندھا ہوا ہے۔ اپنی تلوار گلے میں ڈالی ہوئی ہے۔ ان سے آگے حضرات مہاجرین وانصار کی ایک جماعت ہے جن میں حضرت حسن

رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے باغیوں پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا اور پھر یہ سب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا السلام علیک یا امیر المؤمنین! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین کی بلندی اور مضبوطی اس وقت حاصل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماننے والوں کو ساتھ لے کر نہ ماننے والوں کو مارنا شروع کر دیا اور اللہ کی قسم! مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ لہٰذا آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم ان سے جنگ کریں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی اپنے اوپر اللہ کا حق مانتا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میرا اس پر حق ہے اس کو میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ میری وجہ سے کسی کا ایک سینگی بھر بھی خون نہ بہائے اور نہ اپنا خون بہائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بات دوبارہ عرض کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۷۰ بحوالہ الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۱۲۸)

قصہ نمبر ۸۶ ﴿مسلمانوں کی عام جماعت کے ساتھ رہنے کی وصیت﴾

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت مانگی انہوں نے حج کی اجازت دے دی۔ ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ باغی غالب آ گئے تو ہم کس کا ساتھ دیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانوں کی عام جماعت کا ساتھ دینا۔ انہوں نے پوچھا اگر یہ باغی ہی مسلمانوں کی جماعت بنالیں تو پھر کس کا ساتھ دیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں کی عام جماعت کا ہی ساتھ دینا وہ جماعت جن کی بھی ہو۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۷۱ بحوالہ الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۱۶۹)

قصہ نمبر ۸۷ ﴿صبر و برداشت کی لازوال مثال﴾

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے) باہر نکلنے لگے تو ہمیں گھر کے دروازے پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سامنے سے آتے ہوئے ملے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جارہے تھے تو ہم ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے کہا اے امیر المؤمنین! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اسے وجود میں لے آئیں۔ چنانچہ حضرت حسن بھی اور ہم بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے باہر آ گئے تو ہمیں سامنے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آتے ہوئے ملے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جارہے تھے تو ہم بھی ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں یہ کیا کہتے ہیں؟

چنانچہ انہوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور ان کی ہر بات مانتا رہا۔ پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی پوری فرمانبرداری کی۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی ہر بات مانتا رہا اور میں ان کا اپنے اوپر دوہرا حق سمجھتا تھا۔ ایک والد ہونے کی وجہ سے اور ایک خلیفہ ہونے کی وجہ سے اور اب میں آپ کا پوری طرح فرمانبردار ہوں۔ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں (میں اسے انشاء اللہ پورا کروں گا)

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے آل عمر! اللہ تعالیٰ تمہیں دگنی جزائے خیر عطا فرمائے مجھے کسی کا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے کسی کا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۷۲ بحوالہ الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۲۹)

قصہ نمبر ۸۸ ﴿اپنی جان سے زیادہ مسلمانوں کی جانوں کا فکر﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں محصور تھا۔ ہمارے ایک آدمی کو (باغیوں کی طرف سے) تیر مارا گیا۔ اس پر میں نے کہا اے امیر المؤمنین! چونکہ انہوں نے ہمارا ایک آدمی قتل کر دیا ہے اس لئے اب ان سے جنگ کرنا ہمارے لئے جائز ہو گیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ اپنی تلوار پھینک دو۔ وہ لوگ تو میری جان لینا چاہتے ہیں اس لئے میں اپنی جان دے کر دوسرے مسلمانوں کی جان بچانا چاہتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر) میں نے اپنی تلوار پھینک دی اور اب تک مجھے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے؟۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۷۲ بحوالہ الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ج ۲ ص ۱۲۹)

قصہ نمبر ۸۹ ﴿خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات﴾

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں سلام کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اندر گیا تو آپ نے فرمایا خوش آمدید ہو میرے بھائی کو، میں نے آج رات اس کھڑکی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا (حالت خواب میں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر فرمایا انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا جس میں سے میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اب بھی میں اس کی ٹھنڈک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو (تو اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کر لو۔ میں نے ان دونوں

باتوں میں سے افطار کو اختیار کر لیا ہے۔ چنانچہ اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۷۲۳ بحوالہ البدایۃ ج ۷ ص ۱۸۲)

قصہ نمبر ۹۰ ﴿ اپنی بات سے فتنہ کا اندیشہ ﴾

حضرت کثیر بن صلت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن وہ سوئے اور اٹھنے کے بعد فرمایا اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عثمان فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو میں آپ لوگوں کو ایک بات بتاؤں۔ ہم نے کہا آپ ہمیں بتا دیں ہم وہ بات نہیں کہیں گے جس کا دوسرے لوگوں سے خطرہ ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ابھی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم اس جمعہ ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے ابن سعد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ یہی جمعہ کا دن تھا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۷۴۶ بحوالہ ابن سعد ج ۳ ص ۷۵)

قصہ نمبر ۹۱ ﴿ حالت حصار میں بھی تلاوت قرآن کا اہتمام ﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسلم ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد کیے اور شلوار منگوا کر اسے پہنا اور اسی طرح باندھ لیا حالانکہ انہوں نے اس سے پہلے نہ جاہلیت میں شلوار پہنی تھی اور نہ اسلام میں اور فرمایا گزشتہ رات میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ ان حضرات نے مجھ سے فرمایا صبر کرو۔ کیونکہ تم کل رات ہمارے پاس آ کر افطار کرو گے۔ پھر قرآن شریف منگوایا اور کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو قرآن اس طرح ان کے سامنے تھا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۷۴۶ بحوالہ ہیثمی ج ۷ ص ۲۳۲)

قصہ نمبر ۹۲ ﴿ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و عشق ﴾

جب مدینہ منورہ کے حالات سخت تشویش انگیز ہو گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ملک شام تشریف لے چلیں۔ اور اگر یہ گوارا نہ ہو تو انہیں اجازت دیں کہ قصر خلافت کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیج دیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں صورتوں کو یہ کہہ کر نامنظور کر دیا تھا۔ کہ میں نہ کسی قیمت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب چھوڑ سکتا ہوں اور نہ یہ گوارا کر سکتا ہوں کہ مدینہ میں فوج اس درجہ کثیر آ جائے کہ اس کی وجہ سے شہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے والوں کو اشیائے خوردونوش کی تنگی محسوس ہو۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۸۴)

قصہ نمبر ۹۳ ﴿حج کیلئے نائب مقرر کرنا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب سے خلیفہ ہوئے تھے بحیثیت امیر المؤمنین کے ہر سال حج کو تشریف لے جاتے۔ اس موقع پر تمام عمال کو بھی بلاتے، ہر ایک سے اس کے صوبہ کے حالات دریافت کرتے۔ عوام سے ان کے دکھ درد معلوم کرتے اور اس طرح مملکت اسلامیہ کے تمام احوال وظروف سے باخبر رہتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فرض شناسی کا یہ عالم تھا کہ اس مرتبہ حج کو نہیں جا سکتے تھے (حالت حصار میں) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا: اس مرتبہ تم میری طرف سے حج کو چلے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا ان باغیوں سے جہاد کرنا میرے نزدیک حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا اور قسم دی تو آخر راضی ہوئے اور حج کو گئے۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۲۵۱ بحوالہ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۱۷۴)

قصہ نمبر ۹۴ ﴿خادموں کی خدمت کرنا﴾

محمد بن ہلال اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے محصور ہونے کے دنوں میں روزانہ خدمت عالی میں حاضر ہوتی

تھی۔ایک دن میں حاضر نہ ہوسکی تو امیر المؤمنین نے دریافت فرمایا کسی نے کہا: اس کے شب میں بچہ (ہلال) پیدا ہوا ہے۔امیر المؤمنین نے سنتے ہی پچاس درہم اور کپڑے کا ایک ٹکڑا میرے پاس ارسال فرمایا، اور ساتھ ہی کہلا بھیجا: یہ بچہ کا وظیفہ ہے جو ہر ماہ ملتا رہے گا۔اور بچہ جب سال بھر کا ہو جائے گا تو وظیفہ دگنا یعنی سو درہم ماہانہ کر دیا جائے گا۔

(حضرت عثمان ذوالنورین ص ۱۵۶ بحوالہ البدایۃ ج ۷ ص ۲۱۴)

قصہ نمبر ۹۵ ﴿عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت﴾

حضرت علاء بن فضل کی والدہ کہتی ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد لوگوں نے ان کے خزانے کی تلاشی لی تو اس میں صندوق ملا جسے تالا لگا ہوا تھا جب لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک کاغذ ملا جس میں وصیت لکھی ہوئی تھی۔

یہ عثمان کی وصیت ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عثمان بن عفان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور اللہ تعالیٰ اس دن لوگوں کو قبروں سے اٹھائیں گے جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اسی شہادت پر عثمان زندہ رہا اسی پر مرے گا۔اور اسی پر انشاءاللہ (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا۔

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۶۹ بحوالہ الفضائل الرازی)

قصہ نمبر ۹۶ ﴿فراستِ مومن کی نظیر﴾

محاصرین نے ایک دفعہ قبیلہ لیث کے ایک آدمی کو اندر بھیجا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو؟ وہ بولا میں لیثی ہوں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے قاتل نہیں ہوسکتے، وہ بولا کیسے؟ آپ نے فرمایا کیا تم جب چند افراد کے ساتھ آئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں دعا نہیں دی تھی کہ تم اس قسم کے دنوں

میں محفوظ رہو گے؟ وہ بولا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لئے تم تباہ و برباد نہیں ہو گے۔ اس پر وہ شخص واپس لوٹ گیا اور جماعت (محاصرین) کو چھوڑ کر چلا گیا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے قبیلہ قریش کا ایک شخص بھیجا جب وہ اندر گیا تو اس نے کہا اے عثمان! میں تمہارا قاتل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تم مجھے قتل نہ کرو وہ بولا کیوں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں دن تمہارے لئے استغفار کیا تھا اس لئے تم خون بہانے کے مرتکب نہیں ہو گے۔ اس پر وہ استغفار کرتا ہوا لوٹ گیا اور اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۹۹)

قصہ نمبر ۹۷ ﴿حرمتِ حرم اور ایذائے مسلم کا خیال﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا ”میں نے خالد بن العاص بن ہشام کو مکہ معظمہ کا حاکم بنایا ہے۔ چونکہ اہل مکہ کو ان باتوں کی اطلاع ہوگئی ہے اس لئے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے۔ اس لئے وہ ممکن ہے کہ خانہ خدا اور حرم میں ان سے جنگ کرے گا۔ اس طرح حرم کعبہ کے امن و امان میں اس موسم حج میں خلل واقع ہو گا۔ جبکہ مسلمان دور دراز کے علاقوں سے آئیں گے۔ اس لئے میری رائے ہے کہ میں حج کے تمام انتظامات تمہارے سپرد کر دوں۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۱۴)

قصہ نمبر ۹۸ ﴿منصب کیلئے اہلیت و استعداد پرکھنا﴾

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ قریش کے عالی نسب سرداروں میں سے تھے۔ سابقین اولین کے زمرہ مقدسہ میں شامل ہیں۔ محمد بن ابی حذیفہ اس عظیم باپ کا بیٹا تھا۔ ابھی نوعمر ہی تھے کہ سایہء پدری سے محروم ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے منہ

بولا بیٹا بنا کر اس کے کفیل اور مربی ہو گئے۔ جب آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اسے کسی منصب اور عہدہ کی توقع تھی۔ لیکن یہ نوجوان جیسا کہ راویوں کا بیان ہے کہ دین پر مکمل کار بند نہ تھا۔ ایک روز اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اسے کسی منصب پر متعین کیا جائے۔ حضرت عثمان نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر مجھے تم میں اہلیت نظر آتی تو کہیں حاکم مقرر کر دیتا لیکن تم اس معیار پر پورے نہیں اترتے۔ جس پر یہ ناراض ہو کر چلا گیا۔

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۱۲۸)

قصہ نمبر ۹۹ غایتِ انصاف کا نمونہ

بصرہ، کوفہ اور مصر تینوں مقامات سے معترضین کا ایک ایک وفد روانہ ہوا۔ اور مدینہ کے متصل پہنچ کر سب مل گئے اور شہر کے باہر ٹھہر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی طلاع ہوئی تو انہوں نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ کس غرض سے یہ وفود آرہے ہیں۔ انہوں نے واپس جا کر اطلاع دی کہ ان کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی غلطیاں ظاہر کر کے اصرار کریں کہ خلافت سے دست کش ہو جائیں ورنہ آپ کو قتل کر ڈالیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسے اور ان لوگوں کو بلایا۔ مہاجرین وانصار کو جمع کیا۔ پھر ان کی ساری شکایتیں سنیں۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ ان کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا کہ ان کو پکڑ کر قتل کر دیجئے۔ فرمایا کہ نہیں جب تک کسی سے کفر ظاہر نہ ہو یا حدِ شرعی واجب نہ ہو۔ اس وقت تک اس کو سزا دینا قرین انصاف نہیں۔

(حضرت عثمان خلیفہ مظلوم ص ۱۳۹)

قصہ نمبر ۱۰۰ بد دعا کا اثر

ابو قلابہ سے مروی ہے ”میں نے شام کے بازار میں ایک آدمی کی آواز سنی

جو ''آگ آگ'' چیخ رہا تھا۔ میں قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ٹخنوں سے کٹے ہوئے ہیں۔ اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل زمین پر پڑا گھسٹ رہا ہے اور ''آگ آگ'' چیخ رہا ہے میں نے اس سے حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھسے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا تو انکی اہلیہ چیخنے لگیں۔ میں نے ان کے طمانچہ مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے کیا ہو گیا؟ عورت پر ناحق ہاتھ اٹھاتا ہے خدا تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھے آگ میں ڈالے۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا اور میں نکل بھگا۔ اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ صرف آگ کی بدعا باقی رہ گئی ہے۔

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مظلوم ص ۲۱۳)

شہادت عظمیٰ

کاشانہء خلافت کے پڑوس میں عمرو بن حزم کا مکان تھا۔ اس مکان کی ایک کھڑکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں کھلتی تھی۔ طرفین میں نبرد آزمائی ہو رہی تھی کہ محمد بن ابی بکر اور چند ساتھی اس کھڑکی میں سے چھلانگ لگا کر کاشانہء خلافت میں گھس آئے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے کہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت روزہ سے تھے۔ عصر کے بعد کا وقت تھا۔ آپ کی بیوی نائلہ بنت القرافصہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن مجید کھلا ہوا تھا۔ اور آپ اس کی تلاوت کر رہے تھے اسی عالم میں محمد بن ابی بکر نے لپک کر امیر المؤمنین کی داڑھی پکڑ لی اور حد درجہ بدکلامی کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ نے فرمایا: بھتیجے! داڑھی چھوڑ دے اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کو پسند نہ کرتا۔ محمد بن ابی بکر بولا: میں تو آپ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ سخت معاملہ کرنے والا ہوں۔ اس نے یہ کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر امیر المؤمنین کی پیشانی میں پیوست کر دیا۔ پیشانی سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ جس سے

ریش مبارک تر بتر ہو گئی۔ امیر المؤمنین کی زبان سے بے ساختہ نکلا، بسم اللہ تو کلت علی اللہ۔ اور آپ بائیں کروٹ ہو گئے۔ قرآن مجید آپ کے سامنے کھلا ہوا تھا اور سورۃ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ خون پیشانی سے نکل کر داڑھی پر آیا اور ٹپکنے لگا تو قرآن مجید پر بھی بہنے لگا۔ یہاں تک کہ آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (تو آپ کی طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے ان سے اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۳۷) پر پہنچ کر خون رک گیا اور قرآن بند ہو گیا۔ اسی اثناء میں کنانہ بن بشر بن عتاب نے لوہے کی ایک لاٹ اس زور سے ماری کہ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تیورا کے پہلو کے بل گر پڑے۔ اب سودان بن حمران نے تلوار کا وار کیا اور عمرو بن الحمق نے سینہ پر بیٹھ کر نیزہ سے مسلسل کئی بار حملے کیے تو عالم اچانک تیرہ و تار ہو گیا اور حلم و حیا و صدق و صفا کے چمنستان میں خاک اڑنے لگی یعنی ثالث خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ رجعون ۔

(حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ص ۲۵۶ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سو قصے

مؤلف:

شیخ محمد صدیق منشاوی

مترجم

مولانا خالد محمود صاحب

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور فون ۵۲۴۲۸۳-

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

کے

سَو قِصّے

مؤلف:
شیخ محمد صدیق منشاوی

مترجم
مولانا خالد محمود صاحب

بیتُ العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۳۵۲۴۸۳

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سَو قصّے

مؤلف:

شیخ محمد صدیق منشاوی

مترجم

مولانا خالد محمود صاحب

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: [illegible]